مراجعت

سماحة الشیخ عبدالعزیز بن باز

تالیف

فضیلة الشیخ

محمد صالح المنجد حفظہ اللہ

علامہ سید ضیاء اللہ شاہ بخاری

فاضل مدینہ یونیورسٹی ایم اے گولڈ میڈلسٹ پنجاب یونیورسٹی

ناشر جامعة البدر الاسلامیة ساہیوال پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
وہ
محرمات
• جن سے اجتناب واجب ہے
• جنکی پامالی لوگوں کے نزدیک بہت آسان ہے
مراجعة
العلامة الشيخ
عبدالعزيز بن عبدالله ابن باز
تالیف فضيلة الشيخ محمد صالح المنجد حفظه الله
ترجمہ علامہ سید ضیاء اللہ شاہ بخاری
ناشر
جامعۃ البدر الاسلامیہ
جی ٹی روڈ ساہیوال

نام کتاب ــــــ محرمات

مولف ــــــ فضیلۃ الشیخ محمد صالح المنجد حفظہ اللہ

مترجم ــــــ علامہ سید ضیاء اللہ شاہ بخاری

تاریخ اشاعت ــــــ اپریل ۱۹۹۸

اشاعت ــــــ دوم

کمپوزنگ ــــــ شہزاد عباس، محمد مصطفیٰ، البدر کمپیوٹر لیب

سرورق وطباعت ــــــ ملک محمد شفیق الرحمن

ناشر ــــــ جامعہ البدر الاسلامیہ جی ٹی روڈ ساہیوال۔

پرنٹرز ــــــ شرکت پرنٹنگ پریس 43 نسبت روڈ لاہور

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

المملكة العربية السعودية
رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء
مكتب المفتي العام للمملكة

الرقم ٢٢٣٢/خ
التاريخ ١١/٩/١٤١٤هـ
المشفوعات

الموضوع

بسم الله والحمد لله وصلى الله وسلم على رسول الله
وعلى آله وأصحابه ومن اهتدى بهداه أما بعد:
فقد اطلعت على الكتاب الذي جمعه فضيلة الشيخ
محمد بن صالح المنجد وفقه الله بعنوان: محرمات
استهان بها الناس يجب الحذر منها فألفيته كتاباً
قيماً كثير الفائدة قد أجاد فيه مؤلفه وأفاد
فجزاه الله خيراً وزاده من العلم النافع والعمل
الصالح ونفع المسلمين بكتابه هذا وغيره من مؤلفاته
إنه سبحانه جواد كريم ولطلبه التأييد جرى تحريره وصلى
الله وسلم على نبينا محمد وآله وصحبه
حرر في ١١/٩/١٤١٤هـ.

عبد العزيز بن عبد الله بن باز

مفتي عام المملكة ورئيس هيئة كبار
العلماء وإدارة البحوث العلمية والإفتاء

فہرست

مقدمــــــــة

إن الحمد لله، نحمده ونستعينه ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا، ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله.

أما بعد:

سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔ ہم اس کی حمد کرتے ہیں۔ اور اس سے مدد مانگتے ہیں۔ اور اس کی بخشش چاہتے ہیں۔ اور ہم اپنے نفس کی برائیوں اور اپنے اعمال کی خرابیوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ جسکو اللہ تعالیٰ ہدایت دے اسکو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا۔ اور جسکو اللہ تعالیٰ گمراہی سے نکلنے کی توفیق نہ دے اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تنہا اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اس کا کوئی ساجھی نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر جو فرائض عاید کئے ہیں۔ ان کو ترک کرنا مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے۔ اور جو حد بندیاں کی ہیں۔ ان کو پھلانگنا مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔ اور جو اشیاء حرام ٹھہرائی ہیں۔ ان کو پامال کرنا مسلمان کے شایان شان نہیں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

ما احل الله فی کتابه فهو حلال و ما حرم فهو حرام وما سكت عنه فهو عافية فاقبلوا من الله العافية فان الله لم يكن نسيا

ثم تلا هذه الآية (وما كان ربك نسيا) (۱)

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جو حلال ٹھہرائی وہ حلال ہے۔ جس کو حرام قرار دیا وہ حرام ہے۔ اور جس سے سکوت فرمایا وہ عافیت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے عافیت قبول کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بھول جانے والا نہیں ہے۔ پھر آپؐ نے آیت کریمہ تلاوت کی (وما کان ربک نسیا) اور آپ کا رب بھولنے والا نہیں ہے۔

محرمات اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں

تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا ﴿١٨٧﴾

یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں۔ ان کے نزدیک نہ جاؤ۔ حدود کو پامال کرنے والوں کی سزا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمائی

وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ ﴿١٤﴾

اور جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے اور اس کی حد بندیوں سے تجاوز کر جائے اللہ اسکو دوزخ میں داخل کرے گا وہ اسی میں ہمیشہ رہے گا۔ اور اس کے لئے رسوا کن عذاب ہوگا۔

⊛۔۔۔۔ فرمان نبویؐ کے مطابق محرمات سے اجتناب کرنا مسلمان پر واجب ہے۔

(ما نهيتكم عنه فاجتنبوه وما امرتكم به فافعلوا منه ما استطعتم) (۲) جس چیز سے میں تم کو منع کروں تم اس سے اجتناب کرو۔ اور جس کام میں تمہیں حکم دوں اس پر حسب استطاعت عمل کرو۔

---

(١) رواه الحاكم ٢/٣٧٥ وحسنه الألباني في غاية المرام ص: ١٤.

(٢) رواه مسلم: كتاب الفضائل حديث رقم ١٣٠ ط. عبدالباقي.

✪۔۔۔ اس بات کا مشاہدہ کیا گیا ہے کہ بعض خواہشات کے پوجاری، علم و حکمت سے عاری، عقل و شعور سے تہی دامن جب مختلف شرعی محرمات کو پے در پے سنتے ہیں۔ تو نہایت کبیدہ خاطر ہو کہ چیختے چلاتے ہیں کہ۔ کیا ہر چیز ہی حرام ہے؟ تم مولویوں نے خوامخواہ ہر چیز کو حرام کر رکھا ہے۔ حالانکہ دین تو آسان ہے۔ شریعت میں بے پناہ وسعت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

ان لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ جل و علا جو چاہے فیصلہ کرتا ہے۔ کوئی اس کے حکم کا تعاقب کرنے والا نہیں۔ وہ حکیم (دانا) اور خبیر (باخبر) ہے۔ جس چیز کو چاہے حلال ٹھہرائے۔ جس کو چاہے حرام قرار دے۔ اور عبادت و بندگی کا بنیادی اصول ہے کہ ہم اپنے معبود کے ہر حکم پر بخوشی سر تسلیم خم کردیں۔

✪۔۔۔ احکامات ربانیہ فضول، بے مقصد یا لہو و لعب نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ ذوالجلال والاکرام کے علم و عدل اور حکمت و قدرت سے صادر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا
وَعَدْلًا لَّا مُبَدِّلَ لِكَلِمَٰتِهِۦ ۚ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ﴿١١٥﴾

اور آپ کے رب کی بات صدق و انصاف کے اعتبار سے کامل ہے۔ اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے۔ اور وہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

✪۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں وہ ضابطہ بیان فرمایا جس پر حلت و حرمت کا دارومدار ہے۔

وَيُحِلُّ لَهُمُ ٱلطَّيِّبَٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ ٱلْخَبَٰٓئِثَ ﴿١٥٧﴾

ان کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال قرار دیتے ہیں۔ اور ناپاک چیزوں کو ان کے لئے حرام ٹھہراتے ہیں۔

طیب حلال اور خبیث حرام ہے۔ ہر حلال طیب اور ہر خبیث حرام ہوتا ہے۔

✪---- تحلیل و تحریم (حلال و حرام قرار دینا) صرف اللہ تعالیٰ کا استحقاق ہے۔ جو شخص اپنے آپ کو یا کسی دوسری ہستی کو تحلیل و تحریم کے درج پر فائز سمجھے وہ کفر اکبر کا مرتکب ہو کر ملت اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے۔

أَمْ لَهُمْ شُرَكَٰٓؤُا۟ شَرَعُوا۟ لَهُم مِّنَ ٱلدِّينِ
مَا لَمْ يَأْذَنۢ بِهِ ٱللَّهُ ﴿٢١﴾

کیا ان کے کچھ شریک ہیں کہ جنہوں نے ان کے لئے دین کا وہ طریقہ نکالا ہے کہ جس کا اللہ نے حکم نہیں دیا۔

✪---- کتاب و سنت کے احکامات کی معرفت اور واقفیت رکھنے والوں کے علاوہ ہر کس و ناکس کو حلال و حرام کے متعلق لب کشائی کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ دینی علوم سے بے بہرہ ہونے کے باوجود حلال و حرام کے فتویٰ صادر کرنے والوں کے متعلق قرآن مجید میں شدید وعید نازل کی گئی ہے کہ۔

وَلَا تَقُولُوا۟ لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ
ٱلْكَذِبَ هَٰذَا حَلَٰلٌ وَهَٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا۟ عَلَى ٱللَّهِ ٱلْكَذِبَ ﴿١١٦﴾

اور جو کچھ جھوٹ موٹ تمہاری زبان پر آجائے نہ کہہ دیا کرو یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھنے لگو۔

✪---- قرآن و حدیث میں قطعی محرمات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جیسا کہ سورہ الانعام آیت نمبر ۱۵۱ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ ﴿١٥١﴾

اے رسول اکرم! کہہ دیجئے کہ آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤ کہ جو تمہارے رب نے تم پر پابندیاں عائد کی ہیں کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ نیک سلوک روا رکھو اور مفلسی کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔

اسی طرح ارشاد نبویؐ ہے۔

ان اللہ حرم بیع الخمر و المیتۃ والخنزیر والا صنام(۳)

بلاشبہ اللہ نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی تجارت کو حرام قرار دیا ہے۔

(ان اللہ اذا حرم شیاء حرم ثمنہ) ( ) بلاشبہ اللہ نے جس چیز کو حرام کیا اس کی قیمت کو بھی حرام قرار دیا۔

محرمات کی مختلف انواع ہیں۔ اور بعض شرعی نصوص میں ایک نوع سے متعلق محرمات کا تذکرہ ہوا ہے۔ جیسا کہ سورہ المائدہ کی آیت نمبر ۳ میں خورد و نوش سے متعلقہ محرمات کا ذکر ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ﴿٣﴾

تم پر حرام کر دیا گیا مردار، اور خون، اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر اللہ

(۳) رواہ أبو داود ۳٤۸٦ وهو في صحيح أبي داود ۹۷۷. [متفق علی صحتہ (ن)]

(٤) رواه الدارقطني ۳/۷ وهو حديث صحيح.

کے لئے نامزد کر دیا گیا ہو۔ جو گلا گھٹنے سے مر گیا ہو اور جو چوٹ سے مرا ہو' اور جو اوپر سے گر کر مر جائے۔ اور جو کسی جانور کے سینگ مارنے سے مر جائے اور جس کو درندوں نے پھاڑ کھایا ہو۔ مگر وہ جسے تم ذبح کر لو اور وہ جانور جو کسی تھان پر چڑھا کر ذبح کیا گیا ہو اور یہ بات بھی کہ تم تیروں کے ذریعے قسمت معلوم کرو۔

سورہ النساء کی آیت نمبر ۲۳ میں اللہ تعالیٰ نے نکاح سے متعلق محرمات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا. حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ ﴿۲۳﴾

تم پر تمہاری مائیں' تمہاری بیٹیاں' تمہاری بہنیں' تمہاری پھوپھیاں' تمہاری خالائیں' تمہاری بھتیجیاں' تمہاری بھانجیاں' تمہاری رضاعی مائیں' تمہاری رضاعی بہنیں' تمہاری بیویوں کی مائیں نکاح کے لئے تم پر حرام ٹھہرائی گئی ہیں۔

✪---- سورہ البقرہ کی آیت نمبر ۲۷۵ میں کاروبار سے متعلق محرمات کا بیان کیا گیا ہے۔

وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَوٰا ﴿۲۷۵﴾

اور اللہ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔

✪---- بندوں پر بے حد رحم کرنے والے اور نہایت مہربان اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے اتنی پاکیزہ اشیاء کو حلال قرار دیا ہے کہ جن کی گنتی کرنا محال ہے۔ بنابریں حلال اور مباح اشیاء کی شریعت میں تفصیل بیان نہیں کی گئی۔ حرام اشیاء چونکہ محدود اور گنی چنی ہیں اس لئے ان کا تذکرہ تفصیلا"

کر دیا گیا ہے تاکہ ہم ان کو کماحقہ پہچان کر ان سے محفوظ رہ سکیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَقَدْ فَصَّلَ لَكُم مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ ﴿١١٩﴾

اس (اللہ) نے جو کچھ تم پر حرام کیا ہے۔ اس کو تمہارے لئے تفصیلا" بیان کیا ہے۔

جبکہ حلال اشیاء کو اللہ تعالیٰ نے مطلقا" ہی بیان کر دیا ہے کہ ہر طیب (پاکیزہ) چیز تمہارے لیے حلال ہے۔ ارشاد رب العالمین ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا ﴿١٦٨﴾

اے لوگو! زمین میں جس قدر حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں انہیں (شوق سے) کھاؤ۔

اللہ تعالیٰ کا یہ احسان اور کرم ہے کہ حلت و حرمت کے اعتبار سے اس نے اشیاء میں اصل حکم اباحت رکھا ہے۔ یعنی تمام اشیاء کو ہمارے لئے مباح قرار دیا ہے۔ سوائے ان کہ جن کو شرعی دلائل نے حرام ٹھہرا دیا ہے۔ چنانچہ ہمیں بھی منعم حقیقی کا بے پایاں شکر ادا کرنا چاہیے۔ اس کی حمد و ثناء سے ہماری زبانیں تر رہنی چاہئیں۔ اور اس کے اوامر و احکامات کے برضا و رغبت اطاعت کرنی چاہیے۔

۞---- جب محرمات کا نام بنام تفصیلی تذکرہ کیا جاتا ہے تو بعض ضعیف الایمان، اور کوتاہ علم لوگ کبیدہ خاطر ہوتے ہیں۔ شاید ایسے لوگوں کو یہ انداز پسند آئے کہ ان پر بے شمار حلال چیزوں کو بھی الگ الگ نام لے کر بیان کیا جائے۔ تب انہیں دین کے آسان ہونے کا یقین ہوگا۔ اور اس بات پر اطمینان قلب نصیب ہو کہ شریعت مطہرہ ہماری زندگی کو مکدر نہیں

کرتی۔ اور وسائل حیات کو محدود نہیں کرتی۔ بلکہ دامن شریعت میں بے پناہ وسعت پائی جاتی ہے۔ شاید وہ یہ سننے کی خواہش کرتے ہیں کہ۔

✪ ـــ اونٹ۔ گائے۔ بھیڑ بکری۔ خرگوش۔ ہرن۔ مرغی۔ بطخ۔ کبوتر۔ پہاڑی بکرا۔ شتر مرغ۔ مکھڑی۔ مچھلی کا گوشت حلال ہے۔

✪ ـــ سبزیاں۔ غلہ اور اناج حلال ہے۔

✪ ـــ پانی۔ لسی۔ دودھ۔ شہد۔ تیل۔ گھی۔ سرکہ حلال ہے۔

✪ ـــ نمک۔ مرچ۔ مصالحہ حلال ہے۔

✪ ـــ لکڑی۔ لوہا۔ ریت۔ بجری۔ پلاسٹک۔ شیشہ اور ربڑ کا استعمال جائز ہے۔

✪ ـــ چوپایوں۔ کاروں۔ ریل گاڑیوں۔ کشتیوں۔ بحری جہازوں۔ اور ہوائی جہازوں پر سوار ہونا جائز ہے۔

✪ ـــ ائیر کنڈیشن۔ فریزر۔ واشنگ مشین۔ گرینڈر اور جوسر کا استعمال جائز ہے۔

✪ ـــ شعبہ طب' انجینئرنگ۔ فلکیات۔ آڈٹ۔ تعمیرات۔ معدنیات۔ طباعت۔ فلٹریشن۔ پانی اور تیل کی تلاش کے آلات کو استعمال کرنا جائز ہے۔

✪ ـــ کاٹن۔ پولسٹر۔ اون۔ نائلون۔ اور لیدر وغیرہ کی مصنوعات پہننا جائز ہے۔

✪ ـــ نکاح۔ خرید و فروخت۔ کفالت و ضمانت۔ صنعت و حرفت۔ زراعت و باغبانی وغیرہ جائز ہے۔

✪ ـــ آپ خود فیصلہ کریں کہ اگر ہم حلال اشیاء کو تفصیلاً" بیان کرنا شروع کر دیں تو کیا ان کا شمار کرنا ممکن ہے۔ کیسے لوگ ہیں جو معقول بات

کو سمجھنے سے عاری ہیں؟

✪۔۔۔ رہا ضعیف الاعتقاد لوگوں کا یہ کہنا کہ دین اسلام تو آسان ہے بظاہر یہ موقف مبنی برحق ہے مگر اس سے ان کا مقصد و ارادہ وہ یقیناً" باطل ہے۔ بلاشبہ اسلامی شریعت فطری عملی اور آسان منہج پیش کرتی ہے۔ مگر بد قماش لوگوں کی خواہشات کو آسان دین کا نام نہیں دیا جاسکتا۔ دین کو آسان کہہ کر محرمات کو پامال کرنے اور شرعی رخصت و سہولت پہ عمل کرنے کے درمیان بہت بڑا فرق ہے۔ شرعی رخصت کی چند مثالیں ملاحظہ کریں۔

✪۔۔۔ مسافر نماز قصر پڑھ سکتا ہے اور دو نمازوں کو جمع کر سکتا ہے۔

✪۔۔۔ مسافر روزہ افطار کر سکتا ہے۔

✪۔۔۔ مقیم کو ایک دن اور رات جبکہ مسافر کو تین دن اور رات جرابوں اور موزوں پر مسح کرنے کی اجازت ہے۔

✪۔۔۔ اگر پانی کا استعمال نقصان پہنچائے تو نمازی وضو یا غسل کی بجائے تیمم کر سکتا ہے۔

✪۔۔۔ بارش کے موسم یا بیماری کی وجہ سے دو نمازوں کو جمع کرنے کی رخصت ہے۔

✪۔۔۔ قسم توڑنے کے کفارے میں تین چیزوں کا اختیار دیا گیا ہے۔

(۱) غلام آزاد کرنا (۲) مساکین کو کھانا کھلانا (۳) یا کپڑے پہنانا

✪۔۔۔ اضطراری حالت میں مردار کھانا۔

✪۔۔۔ بندوں پر بعض اشیاء کو حرام ٹھہرانے میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی متعدد حکمتیں مضمر ہیں۔ جن کی معرفت حاصل کرنا مسلمان کے لئے ایمان کی تازگی کا سبب ہوتا ہے۔ ہم یہاں بعض حکمتوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔

✪۔۔۔ اللہ تعالیٰ ان محرمات کے ذریعے اپنے بندوں کا امتحان لیتا ہے۔

اور ان کے عمل و کردار کو جانچتا ہے۔ اور اس طرح مطیع اور نافرمان بندوں کی شناخت ہوتی ہے۔

✪---- محرمات کے ذریعے جنتی اور جہنمی لوگوں کی پہچان ہو جاتی ہے۔ کہ بدکار لوگ اپنی خواہشات و شہوات میں غرق ہو کر جہنم کا ایندھن بن جاتے ہیں۔ جبکہ صالح اور پرہیزگار لوگ اطاعت الٰہی میں سنگلاخ راہوں پر چلتے ہوئے بالآخر جنت کے وارث بن جاتے ہیں۔

✪---- ایماندار لوگ راہ رحمان میں درپیش تکلیف اور مشقت کو اجر و ثواب کا موجب سمجھتے ہیں۔ جس کی وجہ سے انہیں اپنے مالک کی اطاعت کرنے اور محرمات کو ترک کرنے میں لذت و سرور حاصل ہوتی ہے۔ جبکہ منافق لوگ دین کی راہ میں آنے والی تکلیف کو بدبختی اور بدنصیبی سمجھتے ہیں جس کی بناء پر اتباع شریعت ان کے لئے نہایت گراں ہوتی ہے۔

✪---- حرام سے اجتناب کرنے والا مسلمان اپنے دل میں ایمان کی لذت و حلاوت محسوس کرتا ہے۔

قارئین کرام!

آپ اس کتاب میں چند محرمات کا مطالعہ کریں گے۔ جن کی حرمت کے دلائل قرآن و حدیث سے پیش کیئے جائیں گے۔ہم نے اس کتاب میں ان حرام امور کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے کہ جن کا ارتکاب مسلمانوں میں بھی عام ہو چکا ہے۔ ہم نے لوگوں کی اصلاح اور خیر خواہی کے جذبے کے تحت ان محرمات کو بیان کر دیا ہے تاکہ مسلمان بہن بھائی ان سے اجتناب کر سکیں۔ میں دعا گو ہوں کہ اللہ کریم ہم تمام مسلمانوں کو صراط مستقیم پر چلائے۔ اور شرعی حدود کی پابندی اور حرام کاموں سے اجتناب کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہی بہترین محافظ و نگہبان ہے۔ اور

سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔ (٦)

- (٥) بعض اھل علم نے (محرمات) کے موضوع پر صرف (کبائر) کے عنوان سے نہایت عمدہ کتب تصنیف فرمائی ہیں۔ امام ابن نحاس دمشقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب (تنبیه الغافلین عن اعمال الجاهلین)

اس موضوع پر بہت نفیس تصنیف ہے۔

(٦) زیرِ مطالعہ کتاب (محرمات) پر متعدد اھل علم و فضل نے نظرِ ثانی کی ہے۔ ان میں سر فہرست مفتی اعظم سعودی عرب سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کا اسم گرامی ہے۔ جنہوں نے بعض تعلیقات سے بھی نوازا ہے جو حاشیہ میں (ز) کی رمز کے ساتھ درج ہیں۔

اللہ کے ساتھ شرک کرنا:

ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (الا انبئکم باکبرالکبائر (ثلاثا) قالوا قلنا بلی یا رسول اللہ، قال: الا شراک باللہ) ——کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ سے متنبہ نہ کروں؟ یہ جملہ تین مرتبہ آپ نے دہرایا، صحابہ کرامؓ نے عرض کی، اے اللہ کے رسولؐ کیوں نہیں آپؐ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ہر گناہ کی مغفرت و بخشش کا امکان ہو سکتا ہے سوائے شرک کے، کہ اسکی بخشش کے لئے خصوصی توبہ کرنا ضروری ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے —— إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ ﴿٤٨﴾ یقین رکھو اللہ اس بات کو نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے اور اس کے سوا جسے چاہے گا بخش دے گا۔

شرک کی بعض اقسام اپنے مرتکب کو ملت اسلامیہ سے خارج کر دیتی ہیں اور اگر اسی حالت میں موت واقع ہو جائے تو ایسے شخص کا ٹھکانا ہمیشہ کے لئے جہنم ہو گا۔

مسلم ممالک میں شرک جن متعدد شکلوں میں پھیل چکا ہے ان میں سے بعض کا تذکرہ آئندہ سطور میں کیا جاتا ہے۔

قبروں کی پوجاپاٹ

قبروں کی پوجاپاٹ شرک ہے۔ فوت شدگان اولیاء کرام کے بارے میں اعتقاد رکھنا کہ وہ حاجت روائی اور مشکل کشائی کرتے ہیں اور ان سے مدد مانگنا شرک کے زمرے میں شامل ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوٓا۟ إِلَّآ إِيَّاهُ ﴿٢٣﴾ ——— اور تمہارے پروردگار نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اسکے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

اور اسی طرح فوت شدہ انبیاء عظام علیہم السلام اولیاء کرام رحمھم اللہ اجمعین کو شفاعت کے لئے اور مصائب و شدائد سے نجات کے لئے پکارنا بھی شرک میں داخل ہے ارشاد الہی ہے أَمَّن يُجِيبُ ٱلْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ ٱلسُّوٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ ٱلْأَرْضِ ۗ أَءِلَٰهٌ مَّعَ ٱللَّهِ۔ بھلا کون ہے جو بے چین اور بے قرار کی سنتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور تکلیف کو دور کر دیتا ہے اور کون زمین پر تم کو جانشین مقرر کرتا ہے کیا اللہ کے ساتھ اور معبود بھی ہے؟

بعض لوگ اٹھتے بیٹھتے یا کسی پریشانی میں مبتلا ہونے کی صورت میں شیخ یا ولی کا نام پکارنا اپنی عادت اور وظیفہ بنا لیتے ہیں۔ یا محمدؐ یا علیؓ یا حسینؓ یا بدوی یا شاذلی' یارفاعی' یا جیلانی' اور العیدروس' یاسیدہ زینب' اور یا ابن علوان پکارتے ہیں حالانکہ اللہ کا ارشاد ہے إِنَّ ٱلَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ ﴿١٩٤﴾ ——— بے شک جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو بندے ہیں تمہاری مثل بعض قبروں کے پجاری ان کے گرد

طواف کرتے اور ان کو چھوتے ہیں اور ان کے غلافوں کو بوسہ دیتے ہیں اور ان کی خاک سے اپنے چہروں کو آلودہ کرتے ہیں اور ان کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں اور ان کے سامنے عاجزی و انکساری کی کیفیت کے ساتھ کھڑے ہوکر اپنی حاجات طلب کرتے ہیں بیماروں کے لئے شفاء' بے اولادوں کے لئے اولاد مانگتے ہیں بسا اوقات صاحب قبر کو نداء دیتے ہیں کہ (یا سیدی) میں دور دراز کا سفر طے کر کے حاضر ہوا ہوں مجھے محروم نہ لوٹانا' حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان اقدس ہے ــــــ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُوا مِن دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَن دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ﴿٥﴾ ــــــ اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہو سکتا ہے جو اللہ کو چھوڑ کر اس کو پکارے جو قیامت تک اس کی پکار نہ سن سکے اور وہ ان کے پکارنے کی خبر تک نہیں رکھتے۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (من مات وھو یدعو من دون اللہ فدخل النار) (صحیح بخاری مع فتح الباری ۸/۱۷۶) جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی شریک کو پکارتے ہوئے مرگیا وہ جہنم میں داخل ہوگا بعض لوگ قبروں پر (حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں کی طرح سر کے بال منڈوا دیتے ہیں۔ حج قبور کے آداب کے عنوان سے کتب شائع ہو چکی ہیں۔

✪ ــــ اسی طرح بعض لوگوں کا اعتقاد ہوتا ہے کہ اولیاء کرام کائنات میں تصرف کا اختیار رکھتے ہیں اور نفع و نقصان پہنچانے پر قادر ہوتے ہیں۔ جبکہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِن يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ ﴿١٠٧﴾

اگر اللہ آپ کو تکلیف پہنچائے تو سوائے اس کے اسکو دور کرنے والا بھی کوئی نہیں اور اگر آپکو فائدہ پہنچانا چاہے تو اس کی عنایت کو کوئی دور

بھی نہیں کر سکتا۔

نذر و نیاز

غیر اللہ کے لئے نذر ماننا بھی شرک میں شامل ہے جیسا کہ بعض لوگ مزاروں کے لئے شمعیں اور موم بتیاں وغیرہ روشن کرنے کی نذر مانتے ہیں۔

قربانی

غیر اللہ کے لئے جانور ذبح کرنا شرک اکبر کے مظاہر میں سے ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿٢﴾ اپنے رب کی نماز پڑھیے اور قربانی کیجیے۔

یعنی اللہ کے لئے قربانی کرو، اور اسکے نام اقدس پر کرو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لعن اللہ من ذبح لغير الله) (صحیح مسلم۔ ۱۹۷۸۔ اس شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت جس نے غیر اللہ کے لئے ذبح کیا اور بسا اوقات قربانی دو لحاظ سے حرام ہوتی ہے (۱) غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا (۲) اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا ہر دو اقسام کا گوشت کھانا حرام ہے ہمارے دور میں جو حرام قربانی منتشر ہے وہ جنات کے لئے قربانی ہے جسکو نیا مکان خریدتے یا تعمیر کرتے وقت یا کوئی کنواں وغیرہ کھودنے کے موقع پر جنات کے نام پر کیا جاتا ہے تاکہ ان کی طرف سے تکلیف اور پریشانی سے بچاؤ ہو سکے۔ انظر تيسير العزيز الحميد ط. الإفتاء ص: ١٥٨.

اللہ تعالیٰ کے حلال کردہ کو حرام یا حرام۔کردہ کو حلال ٹھہرانا

اللہ تعالیٰ کے حلال کردہ کو حرام یا حرام کردہ کو حلال ٹھہرانا، یا اس

بارے میں اللہ تعالیٰ کے سواء کسی کے متعلق اعتقاد رکھنا کہ وہ حلال و حرام کرنے کا اختیار رکھتا ہے یا غیر شرعی عدالتوں یا غیر اسلامی قوانین کو صحیح اور درست سمجھتے ہوئے رضاء و رغبت کے ساتھ ان کی طرف رجوع کرنا بھی شرک اکبر میں شامل ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ (۳۱)

انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں کو اور مشائخ کو اپنا رب بنا رکھا ہے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مذکورہ آیت کریمہ تلاوت کرتے ہوئے سنا تو انہوں نے عرض کیا کہ یہودی تو اپنے علماء مشائخ کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

..... ولكن يحلون لهم ما حرم الله فيستحلونه ويحرمون عليهم ما احل الله فيحرمونه فتلك عبادتهم لهم) (السنن الکبری ۱۰/ ۱۱۶، جامع الترمذی ۳۰۹۵)

لیکن وہ (علما و مشائخ ان (یہود) کے لئے حلال کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا تھا تو وہ (یہود) اس کو حلال ٹھہرا لیتے' اور ان پر حرام کر دیتے جو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا تھا تو وہ (یہود) اس کو حرام ٹھہرا لیتے' یہ تھی یہود کی عبادت جو وہ اپنے علماء و مشائخ کی کرتے تھے۔ (۱۱)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی خصلت بیان کی ہے

وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ

اور نہ ان اشیاء کو حرام خیال کرتے ہیں جو اللہ اور اسکے رسول ؐ نے حرام قرار دی ہیں اور نہ دین حق کو قبول کرتے ہیں۔

---

(۱۱) رواه البيهقي السنن الكبرى ۱۰/ ۱۱۶ وهو عند الترمذي برقم ۳۰۹۵ وحسنه الألباني في غاية المرام ص: ۱۹

اور سورہ یونس میں فرمایا قُلْ أَرَءَيْتُم مَّآ أَنزَلَ ٱللَّهُ لَكُم مِّن رِّزْقٍ فَجَعَلْتُم مِّنْهُ حَرَامًا وَحَلَٰلًا قُلْ ءَآللَّهُ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى ٱللَّهِ تَفْتَرُونَ ﴿٥٩﴾ ان سے کہئے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اللہ نے تمہارے لئے جو رزق اتارا اس میں سے کچھ تم نے حرام قرار دیا اور کچھ حلال ٹھہرایا۔ پوچھئے کیا اللہ نے تم کو حکم دیا ہے یا اللہ پر بہتان باندھتے ہو۔

جادو' کہانت اور غیب دانی

جادو' کہانت اور غیب دانی کا دعویٰ بھی شرک کی ایک قسم ہے۔

جادو: جادو کفر ہے۔ اور سات مہلک ترین کبیرہ گناہوں مین شامل ہے۔ جو سراسر نقصان دہ عمل ہے۔ چنداں نفع بخش نہیں ہے اس کو سیکھنے کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان اقدس ہے ـــــ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ ۚ۔ اور یہ لوگ وہ سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان پہنچائے اور نفع نہ پہنچا سکے۔

وَلَا يُفْلِحُ ٱلسَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ ﴿٦٩﴾ اور جادوگر کہیں بھی جائے کامیاب نہیں ہوتا۔

✪ ـــ اور جادو کا شغل (جادو گری) کرنے والا کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَٰنُ وَلَٰكِنَّ ٱلشَّيَٰطِينَ كَفَرُوا۟ يُعَلِّمُونَ ٱلنَّاسَ ٱلسِّحْرَ وَمَآ أُنزِلَ عَلَى ٱلْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَٰرُوتَ وَمَٰرُوتَ ۚ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَآ إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۖ ـــــ

ـــــ سلیمان نے تو کفر نہ کیا تھا۔ بلکہ شیطانوں نے کفر کیا تھا۔ جو لوگوں کو جادو سکھلایا کرتے تھے۔ اور بابل میں ہاروت و ماروت دو فرشتوں پر جو اتارا گیا تھا وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت

تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں۔ تو کفر نہ کر۔

✪ ----- جادو گر کی سزا قتل ہے۔

✪ ----- جادوگری کی کمائی حرام اور خبیث ہے۔

✪ ----- جاہل' ظالم اور ضعیف الاعتقاد لوگ ہی جادوگروں کی طرف رجوع کرتے ہیں تاکہ جادو کے ذریعے اپنے مخالفین وغیرہ سے انتقام کی آگ بجھائیں۔ اور ان کو کسی طرح کا نقصان پہنچائیں۔

✪ ----- بعض لوگ سحر زدہ مریض کے علاج کے لئے جادوگروں کے پاس جاتے ہیں تاکہ وہ جادو کا توڑ جادو سے کریں۔ یہ بھی حرام ہے کیونکہ ایسی حالت میں اللہ تعالٰی کی طرف رجوع کرنا اور قرآن مجید (مثلاً" سورہ الفلق اور والناس) کے دم سے علاج کرنا واجب ہے۔

کاھن و نجومی : غیبہ دانی کا دعوئ کرنے والے کاھن اور نجومی کافر ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالٰی کے سواء کوئی غیب نہیں جانتا۔

✪ ----- اکثر کاھن اور نجومی لوگوں کی جہالت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان سے مال بٹورتے ہیں۔ اور اپنی شعبدہ بازی کے کئی گر دکھاتے ہیں۔ ریت میں لکیریں لگانا' کوڈیاں مارنا' ھتیلیوں اور برتن وغیرہ میں منہ چھپا کر پڑھنا' اور شیشے وغیرہ کے لٹو گھمانا وغیرہ۔

✪ ----- اگر ان کے انکل پچو میں ایک سچی بات نکلتی ہے تو ننانوے باتیں سراسر جھوٹ ہوتی ہیں۔ مگر عقل کے اندھوں کو ان کی صرف ایک بات ہی یاد رہتی ہے۔

✪ ----- لوگ ان کے پاس مستقبل کی معرفت کے لئے' شادی بیاہ' اور تجارت و کاروبار میں کامیابی یا ناکامی کے متعلق جاننے کے لئے اور گمشدہ

چیزوں کی بابت دریافت کرنے کے لئے جاتے ہیں۔

○ ۔۔۔۔۔ ان کے پاس جانے والا انسان اگر ان کی باتوں کی تصدیق کرتا ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو کر کافر ہو جاتا ہے۔ اس کی دلیل ارشاد نبوی (صلی اللہ علیہ سلم) ہے (من اتی کاھنا اوعرافا فصدقه بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمد) (مسند احمد ۲ / ۴۲۹۔ صحیح الجامع ۵۹۳۹)

جو شخص کسی کاھن اور نجومی کے پاس جائے اور اس کی بات کی تصدیق کرے تو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ شریعت کے ساتھ کفر کیا۔

اور اگر ان کے دعوی غیب دانی کی تصدیق نہ کرتا ہو۔ لیکن آزمانے کی نیت سے ان کے پاس جائے۔ تو اس سے کفر کا مرتکب تو نہیں ہو گا مگر اس کی چالیس دن نماز قبول نہیں ہو گی۔ اس کی دلیل حدیث نبویؐ ہے (من اتی عرافا فساله عن شئی لم تقبل له صلاة اربعین لیلة) (صحیح مسلم ۴ / ۱۷۵۱) جو شخص کسی نجومی کے پاس جاکر اس سے کسی چیز کی بابت سوال کرتا ہے اس کی چالیس روز تک نماز قبول نہیں ہوتی۔

یاد رہے نماز ان چالیس دنوں میں بھی ادا کرنا واجب ہوگی۔ اور اس کے علاوہ توبہ و استغفار کرنا ضروری ہوگا۔

انسانی زندگی اور حوادث دنیا میں ستاروں کی تاثیر کا اعتقاد رکھنا

انسانی زندگی اور حوادث دنیا میں ستاروں کی تاثیر کا اعتقاد رکھنا بھی ایمان اور عقیدہ توحید کے منافی ہے۔ بلکہ سراسر کفر و شرک ہے۔ اس ضمن میں نہایت واضح ارشاد نبویؐ ہے جس کو زید بن خالد الجھنی رضی اللہ

تعالٰی عنہ بیان کرتے ہیں کہ (صلی, لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوة الصبح بالحدیبیة علی اثر سماء کانت من اللیل فلما انصرف اقبل علی الناس فقال هل تدرون ماذا قال ربکم؟ قالوا اللہ و رسوله اعلم' قال : قال : اصبح من عبادی مومن بی وکافر' فامامن قال مطرنا بفضل اللہ و رحمته فذلک مومن بی و کافر بالکوکب و امامن قال مطرنا بنوء کذا و کذا فذلک کافر بی مومن بالکوکب) (صحیح بخاری مع فتح الباری ۲ / ۳۳۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام حدیبیہ میں ہمیں صبح کی نماز پڑھائی اور اس رات میں بارش ہوئی تھی۔ آپؐ نماز سے فارغ ہو کر صحابہ کرامؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کی کہ اللہ تعالٰی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ' اللہ تعالٰی فرماتے ہیں کہ آج صبح میرے بہت سے بندے مومن ہو گئے اور بہت سے کافر' جس نے یہ کہا کہ یہ بارش اللہ تعالٰی کے فضل و کرم اور اس کی رحمت سے ہوئی ہے وہ مجھ پر ایمان لایا اور ستاروں سے اس نے کفر کیا۔ اور جس نے یہ کہا کہ یہ بارش فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے ہوئی ہے اس نے مجھ سے کفر کیا اور ستاروں پر ایمان لایا۔

⊕ --- اخبارات و رسائل میں ستاروں کی چال اور آپ کا ہفتہ کیسے گذرے گا؟ وغیرہ عنوانات پر مشتمل شائع ہونے والے کالم پڑھنا حرام ہے ستاروں کی چال کی تاثیر کا عقیدہ اختیار کر لینے سے انسان مشرک ہو جاتا ہے۔ جبکہ محض طفل تسلی کے لئے مطالعہ کرنے سے گناہ گار ہو جاتا ہے۔

کیونکہ شرکیہ مضامین کے مطالعہ سے تسلی حاصل کرنا ناجائز ہے مزید بر آں کہ شیطان ایسے مواقع پر ایسا اعتقاد ذہن میں ڈال دیتا ہے جو وسیلہ شرک بن جاتا ہے۔

جن اشیاء کو خالق عزوجل نے نفع بخش نہیں بنایا ان کو فائدہ مند جاننا

✪ --- جن اشیاء کو خالق عزوجل نے نفع بخش نہیں بنایا ان کو فائدہ مند جاننا بھی شرک ہے۔

✪ --- جیسا کہ بعض لوگ جادوگروں' اور نجومیوں وغیرہ کے کہنے پر یا اپنے رسم و رواج کی بناء پر گھونگے' منکے' پتھر' نگینے' کوڑیاں وغیرہ اور تحریر شدہ شرکیہ الفاظ خود اپنی یا اولاد کی گردنوں میں' یا اپنے گھروں یا گاڑیوں میں لٹکا لیتے ہیں یا اپنی بدن کے کسی حصے پر باندھ لیتے ہیں۔ تاکہ وہ ہر قسم کی مصیبت' آفت اور نظر بد سے محفوظ رہیں۔ یا مخصوص نگینوں اور پتھروں سے مرکب انگوٹھیاں اس اعتقاد کے ساتھ پہنتے ہیں کہ آفت و بلاء ان سے ٹل جائے گی۔ بلاشبہ یہ اعمال توکل علی اللہ کے منافی ہیں۔ اور ان سے انسان کو سوائے کمزوری کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اور یہ حرام کے ساتھ علاج کرنا ہے۔ لٹکانے کے لئے تحریر شدہ اکثر عبارتیں واضح طور پر شرکیہ ہوتی ہیں۔ جن میں جنات و شیاطین سے مدد طلب کی گئی ہوتی ہے۔ پیچیدہ اور دقیق لکیریں کھینچی جاتی ہیں۔ ناقابل فہم عبارتیں درج ہوتی ہیں۔ بعض شعبدہ باز قرآنی آیات کے ساتھ شرکیہ الفاظ خلط ملط کر دیتے ہیں۔ اور بعض قرآنی آیات کو ناپاک چیزوں مثلاً" حیض کے خون وغیرہ کے ساتھ تحریر کرتے ہیں۔ (نعوذ باللہ من ذلک) یہ تمام امور قطعاً" حرام ہیں۔ جس کی

دلیل فرمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔
(من علق تمیمة فقد اشرک)(مسند احمد ۴/ ۱۵۶، سلسلہ صحیحہ ۴۹۲)
جس نے تمیمہ لٹکایا اس نے شرک کیا۔
واضح ہو کہ ان امور کا مرتکب اگر ان کے متعلق یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ نفع مند یا نقصان دہ ہیں تو وہ شرک اکبر کا مرتکب پکا مشرک ہے اور اگر انہیں نفع و نقصان کا سبب سمجھے تو شرک اصغر کا ارتکاب کرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں نفع و نقصان کا سبب نہیں بنایا۔

عبادات میں ریاکاری

صالح عمل کا ریاکاری سے پاک ہونا اور سنت نبویؐ کے مطابق ہونا اس کی قبولیت کی شرائط میں سے ہے۔ جو شخص لوگوں کو دکھانے کے لئے عبادت کرتا ہے۔ وہ شرک اصغر کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس کا عمل ضائع و برباد ہو جاتا ہے۔ مثلاً" جیسے کوئی شخص لوگوں کو دکھانے کے لئے نماز پڑھے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

إِنَّ ٱلۡمُنَٰفِقِينَ يُخَٰدِعُونَ ٱللَّهَ وَهُوَ خَٰدِعُهُمۡ وَإِذَا قَامُوٓاْ إِلَى ٱلصَّلَوٰةِ قَامُواْ كُسَالَىٰ يُرَآءُونَ ٱلنَّاسَ وَلَا يَذۡكُرُونَ ٱللَّهَ إِلَّا قَلِيلٗا ﴿١٤٢﴾

بے شک منافق اللہ تعالیٰ کے ساتھ چالبازیاں کر رہے ہیں اور وہ انہیں اس چالبازی کا بدلہ دینے والا ہے اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔ صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی یاد برائے نام کرتے ہیں۔

✪ ۔۔۔ جب کوئی شخص اس ارادے اور نیت کے ساتھ عمل کرے کہ اس کی خبر لوگوں میں پھیل جائے۔ ایسے کرنے والوں کے لئے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں وعید سنائی گئی ہے۔ (من سمع سمع اللہ بہ ومن رائی رای اللہ بہ) (صحیح مسلم ۴/۲۲۸۹) جو شخص (اپنے عمل کا) چرچا کرانا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا چرچا کروا دیتا ہے۔ اور جو شخص (اپنے عمل کا) دکھاوا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عمل کا دکھاوا کرا دیتا ہے۔

✪ ۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اور ساتھ ہی لوگوں کو دکھانے کے لئے عبادت کرتا ہے اس کی عبادت ضائع اور برباد ہو جاتی ہے۔ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔(انا اغنی الشرکاء عن الشرک من عمل عملا اشرک فیہ معی غیری ترکتہ و شرکہ) (صحیح مسلم ۵ ۲۹۸)

میں تمام شرکت والوں میں زیادہ بے پرواہ ہوں شرک سے' جو شخص کوئی ایسا کام کرے جس میں میرے ساتھ کسی غیر کو شریک کرے تو میں اسے اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔

✪ ۔۔۔ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے حصول کے لئے عمل کا آغاز کرتا ہے۔ پھر دوران عمل ریاء کاری کا جذبہ بھی ذہن میں پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ اس کو ناپسند کرتا ہے۔ اور اس کو دور کرنے کی پوری کوشش اور جتن کرتا ہے تو اس کا عمل صحیح اور درست ہوگا۔

اور اگر وہ جذبہ ریاکاری کے سامنے جھک جاتا ہے۔ تو اکثر علماء کے نزدیک اس کا عمل باطل ہو جاتا ہے۔

فال بد اور برا شگون

✪ ---- فال بد اور براشگون بھی کمال توحید کے منافی اور شرک میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَإِذَا جَآءَتْهُمُ ٱلْحَسَنَةُ قَالُوا۟ لَنَا هَـٰذِهِۦ ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُوا۟ بِمُوسَىٰ وَمَن مَّعَهُۥٓ ﴿١٣١﴾

جب اچھا دور آتا تو کہتے کہ ہم اسی کے مستحق ہیں۔ اور اگر ان کو کوئی بدحالی پیش آتی تو موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے ساتھیوں کو اپنے لئے فال بد ٹھہراتے۔ حالانکہ ان کی فال بد تو اللہ تعالیٰ کے پاس تھی۔ مگر ان میں سے اکثر بے علم تھے۔

✪ --- دور جاہلیت میں عرب کا دستور تھا کہ جب وہ کوئی کام کرنا چاہتے یا سفرپہ روانہ ہونا چاہتے تو پرندہ پکڑ کر ہوا میں اڑاتے اگر وہ دائیں جانب کا رخ کرلیتا تو نیک فال سمجھ کر اس کام کو کر گذرتے یا سفر پر روانہ ہو جاتے۔ اور اگر پرندہ بائیں جانب متوجہ ہو جاتا تو فال بد جانتے ہوئے اپنا ارادہ ترک کردیتے۔

✪ --- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کے متعلق فرمایا۔
(الطیرۃ شرک) (مسند احمد ۱ / ۳۸۹، صحیح الجامع ۳۹۵۵) فال بد شرک ہے۔

✪ --- درج ذیل امور بھی اسی حرام اعتقاد میں شامل ہیں۔

☆ -- بعض مہینوں کے متعلق فال بد لینا مثلاً" ماہ صفر میں نکاح نہ کرنا۔

☆ -- ہر قمری مہینے کے آخری بدھ وار کو منحوس تصور کرنا۔

☆ -- بعض نمبروں کو منحوس سمجھنا مثلاً" ۱۳ نمبر

☆ -- بعض ناموں کو باعث نحوست قرار دینا

☆ -- معذوروں کو فال بد ٹھہرانا مثلاً" دوکان کھولنے کے لئے کوئی شخص نکلے اور کسی معذور وغیرہ کو راہ میں دیکھ کر براشگون سمجھ کر لوٹ آئے۔

○ ـــــ یہ تمام امور حرام اور شرک ہیں۔ ان کے مرتکبین سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بری الذمہ ہونے کا اعلان فرمایا' جس کو سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ (لیس منامن تطیر ولا تطیرله ولا تکهن ولا تکهن له (واظنه قال) اوسحر اوسحر له) (الکبیر للطبرانی ۱۸ / ۱۳۶' صحیح الجامع ۵۴۳۵)

وہ ہم میں سے نہیں جس نے فال بد نکالی یا اس کے لئے نکالی گئی' جس نے کہانت کی یا اس کے لئے کہانت کی گئی جس نے جادو کیا یا جس کے لئے (جس کے مفاد کے لئے اس کی طلب پر) (کسی پر) جادو کیا گیا۔

○ ـــــ جو شخص اس حرام عمل کا مرتکب ہو جائے تو اس کا کفارہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ومن ردته الطیرة من حاجة فقد اشرک قالوا یا رسول اللہ ما کفارة ذلک قال ان یقول احد اللهم لا خیر الا خیرک ولا طیر الا طیرک ولا اله غیرک) (مسند احمد ۲ / ۲۲۰' السلسلة الصحیحة ۱۰۶۵)

جس شخص کو فال بد اپنے کام سے روک دے اس نے شرک کیا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی کہ اس کا کفارہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا اس کا کفارہ یہ دعا ہے: اے اللہ! تیری بھلائی کے سوا کوئی بھلائی نہیں اور تیرے پرند کے سوا کوئی پرند نہیں اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

فال بد اور برے شگون کے متعلق لوگوں کی طبائع مختلف ہوتی ہیں۔ کسی میں کم اور کسی میں زیادہ اور اس کا اہم ترین علاج اللہ تبارک و تعالیٰ پر توکل و اعتماد ہے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ (وما منا الا (ای الا ویقع فی نفسه شیئی من ذلک)

ولکن اللہ یذھبہ بالتوکل) (سنن ابوداؤد ۳۹۱۰، السلسلۃ الصحیحۃ ۴۳۰)
اور ہم میں کوئی ایسا شخص نہیں جسے بتقاضائے بشریت ایسا وہم نہ گزرتا ہو) مگر اللہ تعالیٰ توکل کی وجہ سے اس کو دفع کرتا ہے۔

غیر اللہ کے نام کی قسم

✪ ۔۔۔ غیر اللہ کے نام کی قسم کھانا کمال توحید کے منافی اور شرک ہے۔

✪ ۔۔۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنی مخلوقات میں سے جس کی چاہے قسم کھائے مگر مخلوق صرف اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم کھانے کی پابند ہے۔ کیونکہ حلف تعظیم کی ایک قسم ہے جس کا سزاوار صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے مرفوعاً مروی ہے کہ (الا ان اللہ ینھاکم ان تحلفوا بآباء کم من کان حالفاً فلیحلف باللہ اولیصمت) (صحیح بخاری مع فتح الباری ۱۱/ ۵۳۰)

خبردار! بے شک اللہ تعالیٰ تم کو منع فرماتا ہے کہ تم اپنے آباء کی قسم کھاؤ جو شخص حلف اٹھانا چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نام کا حلف اٹھائے وگرنہ خاموش رہے۔

مزید انہی سے مروی ہے کہ (من حلف بغیر اللہ فقد اشرک) (مسند احمد ۲/ ۱۲۵، صحیح الجامع ۶۲۰۴) جس شخص نے غیر اللہ کے نام کا حلف اٹھایا اس نے شرک کیا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ضمن میں مزید فرمایا۔

(من حلف بالامانۃ فلیس منا) (السلسلۃ الصحیحۃ ۹۴) جس نے امانت کے ساتھ حلف اٹھایا (یعنی کہا کہ مجھے امانت کی قسم) تو وہ ہم میں سے نہیں۔

✪ --- درج ذیل الفاظ پر مشتمل قسم اور حلف حرام اور ناجائز ہیں۔

☆ --- کعبے کی قسم

☆ --- امانت کی قسم

☆ --- عزت و شرف کی قسم

☆ --- مدد اور تعاون کی قسم

☆ --- فلاں کی برکت و تقدس' فلاں کی زندگی یا وجاہت کی قسم

☆ --- نبی کی قسم' ولی کی قسم

☆ --- جاہ پیغمبرؐ کی قسم

☆ --- جاہ بزرگ کی قسم

☆ --- ماں کی قسم

☆ --- باپ کی قسم

☆ --- اولاد کی قسم

✪ --- جو شخص غیر اللہ کا حلف اٹھائے تو اس کا کفارہ صحیح حدیث مذکور ہے کہ (من حلف فقال في حلفه باللات والعزى فليقل لا الا اله الله) (صحیح بخاری مع فتح الباری ۱۱ / ۵۳۶) جس شخص نے حلف اٹھایا۔ اور اپنے حلف میں کہا کہ مجھے لات اور عزیٰ کی قسم اس کو (کفارے کے لئے) کہنا چاہئے (لا الہ الا اللہ) کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الہ نہیں۔

✪ --- درج ذیل الفاظ اور کلمات زبان زد خلائق ہیں۔ مگر وہ شرکیہ اور حرام ہیں۔

☆ --- میں اللہ اور آپ کی پناہ میں آتا ہوں

☆ --- میں اللہ تعالیٰ پر اور آپ پر توکل کرتا ہوں

☆ --- یہ اللہ تعالیٰ کی اور آپ کی طرف سے ہے

☆ ---- نہیں کوئی میرے لئے مگر اللہ تعالیٰ اور آپ

☆ ---- آسمان میں میرے لئے اللہ تعالیٰ ہے۔ اور زمین پر میرے لئے آپ ہیں۔ [والصواب الإتيان بـ (ثم) في ذلك فيقول أنا بالله ثم بك وكذلك في سائر الألفاظ (ن)]

☆ ---- اگر اللہ تعالیٰ اور فلاں نہ ہوتا۔

☆ ---- میں اسلام سے بری الذمہ ہوں

☆ ---- اے زمانہ! تیرا ستیاناس ہو۔ زمانے کو گالی دینا۔ زمانے کو برا کہنا۔ کسی گھڑی کو منحوس کہنا' زمانہ غدار ہے کے الفاظ کہنا سب ناجائز ہے کیونکہ زمانے کو گالی اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتی ہے جس نے زمانے کو پیدا فرمایا۔

✪ ---- عبدالمسیح' عبدالرسول' عبدالنبی' عبدالحسین وغیرہ نام رکھنا۔

✪ ---- عصری غیر اسلامی اصطلاحات کا استعمال کرنا

☆ ---- اسلامی سوشلزم

☆ ---- اسلامک ڈیموکریسی

☆ ---- عوام کا ارادہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے۔

☆ ---- دین اللہ تعالیٰ کے لئے اور وطن سب کے لئے

☆ ---- عربی قومیت

☆ ---- انقلاب۔

☆ ---- شہنشاہ

☆ ---- قاضی القضاۃ

☆ ---- منافق و کافر کے لئے لفظ سید بولنا

☆ ---- حسرت و ندامت اور سخط و ناراضگی کے لئے لفظ (لو) (اگر) کا استعمال کرنا جو شیطانی عمل کا دروازہ کھولتا ہے۔

☆ ---- یہ دعا کرنا کہ اے اللہ اگر تو چاہتا ہے تو میری مغفرت فرما۔

وللتوسع انظر معجم المناهي اللفظية: الشيخ بكر أبوزيد.

فاسق و فاجر اور منافق لوگوں کی ہم نشینی

✪ ----- فاسق و فاجر اور منافق لوگوں کے ساتھ محبت بھرے جذبات کے ساتھ ہم نشینی اختیار کرنا ان لوگوں کا شیوہ ہوتا ہے جن کے دلوں میں ایمان پختہ نہیں ہوتا۔ بلکہ بسا اوقات ان لوگوں کے ساتھ بھی میل جول رکھنا برا نہیں سمجھتے جو شریعت میں طعنہ زنی کرتے' دین کا مذاق اڑاتے اور اھل اللہ کے ساتھ استہزاء کرتے ہیں۔ بلاشبہ ایسا طرز عمل حرام اور عقیدہ و ایمان کے یکسر منافی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي

ءَايَٰتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِۦ ۚ وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّٰلِمِينَ ﴿٦٨﴾

اور جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیات میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان سے کنارہ کش ہو جائیں یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں لگ جائیں اور اگر آپ کو شیطان بھلا دے تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے سات مت بیٹھیں۔

ایسی صورت حال میں ان لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا بالکل ناجائز ہے خواہ ان کی قرابت کتنی شدید کیوں نہ ہو' ان کے ساتھ میل جول کتنا پرلطف اور ان کی گفتار شیریں تر کیوں نہ ہو۔ البتہ اس شخص کے لئے ان لوگوں کے ساتھ میل جول کی گنجائش ہے جو ان کو عقیدہ و ایمان کی دعوت دینا چاہتا ہو' یا ان کے باطلانہ افکار و نظریات کی تردید کرنا چاہتا ہو۔ مگر ان کی باطل گفتگو سن کر راضی ہونے والے یا خاموش ہی رہنے والے کے لئے قطعاً اجازت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فَإِن تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴿٩٦﴾

اگر تم ان لوگوں سے راضی بھی ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ تو ایسے فاسق لوگوں سے راضی نہیں ہوتا۔

نماز میں عدم اطمینان

○ --- سب سے بدترین چوری نماز کی چوری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اسوا الناس سرقة الذی یسرق من صلاته قالوا یا رسول اللہ و کیف یسرق من صلاته قال : لا یتم رکوعها ولا سجودها) (مسند احمد ۵ / ۳۱۰، صحیح الجامع ۹۹۷)

لوگوں میں بدترین چور وہ شخص ہے جو اپنی نماز میں سے چوری کرتا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ اپنی نماز میں سے چوری کس طرح کرتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ وہ نماز کے رکوع و سجود صحیح طور پر ادا نہیں کرتا۔

○ --- نماز میں عدم اطمینان، رکوع و سجود میں کمر کا عدم استقرار رکوع سے سر اٹھا کر کمر کا سیدھا نہ کرنا اور دو سجدوں کے درمیانہ کمر درست کرکے نہ بیٹھنا نماز کی چوری میں شامل ہے۔ اور آج کل ہر مسجد میں نمازیوں کی کثیر تعداد انہی نماز چوروں کی ہے۔

○ --- اطمینان و سکون نماز کے ارکان میں شامل ہے جس کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لا تجزی صلاة الرجل حتی یقیم ظهره فی الرکوع و السجود) (سنن ابی داؤد ا / ۵۳۳ صحیح الجامع ۷۲۲۴) اس شخص کی نماز کچھ کام نہیں آتی جو رکوع و سجود میں اپنی کمر کو سیدھا نہ کرے۔

✪ ---- بلاشبہ نماز میں عدم اطمینان منکر و مردود عمل ہے۔ جس کا مرتکب زجر وعید کا مستحق ہے سیدنا ابو عبداللہ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ نماز پڑھی پھر آپؐ ان کی ایک جماعت میں تشریف فرما ہوگئے کہ ایک آدمی داخل ہوا اور کھڑے ہوکر اس نے نماز شروع کر دی' اس نے رکوع کیا اور سجدوں میں ٹھونگے مارنے شروع کر دیے۔ تو آپؐ نے فرمایا' کیا تم اس کو دیکھ رہے ہو؟ جو شخص ایسی نماز پر مرا تو اس کی موت ملت محمدیہ (علی صاحبہا افضل الصلاۃ والسلام) پر نہیں ہوگی۔ وہ اپنی نماز میں ٹھونگے مارتا ہے جیسے خون پر کوا ٹھونگے مارتا ہے۔ رکوع و سجود میں ٹھونگے مارنے والا اس بھوکے کی مانند ہے جو ایک یا دو کھجوریں کھائے تو اس سے (بھوک ختم کرنے) میں کچھ فائدہ نہ ہو) رواہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ ۱/ ۳۳۲

✪ ---- زید بن وھب سے مروی ہے کہ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ نامکمل رکوع و سجود کر رہا تھا تو انہوں نے اس سے فرمایا "تم نے نماز نہیں پڑھی اگر تو اسی طرح مرجائے تو تو اس فطرت کے خلاف مرے گا جس پر اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا۔

(صحیح بخاری مع فتح الباری ۲/ ۲۷۴)

✪ ---- نماز میں اطمینان و سکون سے محروم انسان پر لازم ہے کہ جب اسے شرعی حکم معلوم ہو جائے تو حاضر فرضی نماز کو لوٹائے۔ اور گذشتہ نمازوں کے متعلق توبہ و استغفار کرے۔ ان کا دوبارہ اعادہ ضروری نہیں ہے جس کی دلیل گذشتہ صفحات میں مذکورہ حدیث نبویؐ ہے (ارجع فصل فانک لم تصل) کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلد بازی میں نماز ادا کرنے والے شخص کو حاضر نماز لوٹانے کا ہی حکم دیا تھا۔ گذشتہ

نمازوں کے اعادہ کا حکم نہیں دیا تھا۔

دوران نماز فضول حرکات کرنا

اکثر نمازی اس آفت کا شکار ہیں۔ اور وہ (قوموا للہ قانتین) ۲ / ۲۳۸) اور کھڑے ہو جاؤ اللہ تعالیٰ کے لیے فرمانبردار بنکر کی تعمیل نہیں کرتے اور نہ ہی اس ارشاد ربانی پر غور و فکر کرتے ہیں (قد افلح المومنون ○ الذین هم فی صلاتهم خاشعون) بلاشبہ مسلمان کامیاب ہوئے جو اپنی نماز میں اظہار عجز و نیاز کرتے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم سے پوچھا گیا کہ سجدہ کے لئے مٹی کو ہموارہ کرنے کا کیا حکم ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا دوران نماز ایسا مت کرو اگر بہت ناگزیر ہو تو کنکریوں کو صرف ایک بار ہموار کر سکتے ہو۔

[واصله في مسلم عن معيقيب (ز)]. (ابوداؤد ا / ۵۸۱، صحیح الجامع ۷۴۵۲)

✪ ---- نماز میں بغیر ضرورت کے بکثرت تسلسل کے ساتھ حرکات کرنے سے اھل علم کے نزدیک نماز باطل ہو جاتی ہے۔ چہ جائیکہ ان لوگوں کی نماز جو بالکل فضول حرکتیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہیں مگر کوئی گھڑی پر ٹائم دیکھ رہا ہے۔ کوئی کپڑا درست کر رہا ہے۔ کوئی ناک میں انگلی ڈال رہا ہے۔ کوئی دائیں بائیں اور آسمان کی طرف دیکھ رہا ہے اور وہ اپنی قوت بصارت کے اچک جانے سے بھی نہیں ڈرتا۔ اور شیطان اس کی نماز کو چرا رہا ہے اور اسے اس کی بھی پرواہ نہیں۔

مقتدی کا جان بوجھ کر امام سے سبقت لے جانا

✪ ---- طبعی طور پر انسان جلد باز ہے (وکان الانسان عجولا") اور انسان جلدی کرنے والا ہے۔

فرمان نبویؐ ہے (التانی من اللہ والعجلۃ من الشیطان) السنن الکبریٰ ۱۰/ ۱۰۴) اطمینان اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔

✪ --- باجماعت نماز ادا کرنے والا انسان اپنے دائیں اور بائیں کھڑے اکثر نمازیوں کا مشاہدہ کرتا ہے بلکہ بسا اوقات وہ اپنے متعلق بھی محسوس کرتا ہے کہ رکوع و سجود اور تکبیرات وغیرہ میں امام سے سبقت ہو رہی ہے اور اکثر لوگوں کے نزدیک اس مسئلے کی کوئی اہمیت نہیں ہے حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق شدید وعید منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا (اما یخشی الذی یرفع راسہ قبل الامام ان یحول اللہ راسہ راس حمار) (صحیح مسلم ۱/ ۳۲۰)

امام سے قبل سر اٹھانے والا کیا اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ (اس گناہ کی پاداش میں) اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے۔

نماز کے لئے آنے والا آدمی جب اطمینان و سکون کے ساتھ چلنے کا پابند ہے تو خود نماز میں اطمینان و وقار کس قدر ضروری ہوگا!

✪ --- امام سے سبقت کرنے کا مسئلہ اکثر لوگوں کے نزدیک مشتبہ ہے اس لئے اس کی وضاحت کی جاتی ہے کہ فقہاء کرام رحمھم اللہ نے اس کے متعلق ایک عمدہ ضابطہ بیان کیا ہے کہ امام جب تکبیر ختم کرے تب مقتدی حرکت کا آغاز کرے۔ مثلاً" جب امام اللہ اکبر کی راء کہہ کر فارغ ہو مقتدی حرکت کا آغاز کردے۔ اس سے تقدیم و تاخیر نہ کرے۔ اس طرح یہ معاملہ بالکل منضبط ہو جائے گا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین اس مسئلے میں نہایت محتاط تھے۔

براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذکر فرماتے ہیں کہ وہ (صحابہ کرامؓ) رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نمازیں پڑھتے تھے۔ تو جب آپؐ رکوع کے بعد سجدے کے لئے جھکتے تو کوئی ایک صحابیؓ بھی اپنی کمر کو اتنی دیر تک نہ جھکاتا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر اپنی پیشانی نہ رکھ دیتے بعد ازاں صحابہ کرامؓ سجدوں میں گر جاتے۔ (صحیح مسلم ۴۷۴)

✪ --- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرکات نماز میں عمر رسیدہ ہونے کی بناء پر جب مزید ٹھہراؤ پیدا ہوگیا تو آپؐ نے اپنے مقتدی صحابہ کرامؓ کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا

(یا ایھا الناس انی قدبدنت فلاتسبقونی بالرکوع والسجود ....) (السنن الکبری ۲/ ۹۳' ارواء الغلیل ۲/ ۲۹۰)

اے لوگو! میرا بدن بھاری ہوگیا ہے۔ اس لئے تم رکوع و سجود میں مجھ سے سبقت نہ کرنا۔

✪ --- ہر امام پر فرض ہے کہ وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں جو تکبیرات نماز کا نبوی طریقہ مذکور ہے اس پر عمل کرے۔

(کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام الی الصلاۃ یکبر حین یقوم ثم یکبر حین یرکع ثم یکبر حین یھوی ثم یکبر حین یرفع راسہ ثم یکبر حین یسجد ثم یکبر حین یرفع راسہ ثم یفعل ذلک فی الصلاۃ کلھا حتی یقضیھا ویکبر حین یقوم من الثنتین بعد الجلوس)

(صحیح بخاری ۷۵۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے پھر اللہ اکبر کہتے جب رکوع کرتے .... پھر اللہ اکبر کہتے جب جھکتے پھر اللہ اکبر کہتے جب سر اٹھاتے پھر اللہ اکبر کہتے جب سجدہ کرتے' پھر اللہ

اکبر کہتے جب سر اٹھاتے' پھر تمام نماز میں اسی طرح کرتے حتی کہ پوری نماز ادا کرلیتے' اور اللہ اکبر کہتے جب دو رکعتوں کے بعد تشہد سے کھڑے ہوتے۔

✪ ---- جب امام اپنی حرکات کے ساتھ ساتھ اللہ اکبر کہے۔ اور مقتدی گزشتہ سطور میں مذکور طریقے کو اپنائے تو صحیح طریقے سے نماز باجماعت ادا ہوگی۔

پیاز' لہسن یا کوئی بدبودار چیز کھا کر مسجد میں آنا۔

✪ ---- اللہ تعالٰی کا ارشاد گرامی ہے (یابنی آدم خذوا زینتکم عندکل مسجد...) (الاعراف / ۳۱) اے اولاد آدم ہر نماز کے لئے اپنے آپ کو آراستہ کرلیا کرو۔

✪ ---- جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (من اکل ثوما اوبصلا" فلیعتزلنا اوقال فلیعتزل مسجدنا ویقعد فی بیتہ) صحیح بخاری مع فتح الباری ۲ / ۳۳۹ جس نے لہسن یا پیاز کھایا وہ ہم سے الگ رہے یا یہ فرمایا کہ ہماری مسجد سے الگ رہے اور اپنے گھر میں بیٹھے۔

صحیح مسلم کی روایت میں ہے (من اکل البصل والثوم والکراث فلایقربن مسجد نافان الملائکۃ تتاذی مما یتاذی منہ بنو آدم) (صحیح مسلم ۱/۳۹۵)

جس نے پیاز' لہسن کھایا وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ بھٹکے' بے شک ملائکہ کو اس چیز سے ایذاء ہوتی ہے جس سے آدمی کو ہوتی ہے۔

✪ ---- جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے خطبہ میں لوگوں

سے فرمایا (انکم ایھا الناس تاکلون شجرتین لا اراھما الاخبیثتین ھذا البصل والثوم لقدرایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وجد ریحھما من الرجل فی المسجد امربہ فاخرج الی البقیع فمن اکلھا فلیمتھا طبخا") (صحیح مسلم ۱/ ۳۹۶)

اے لوگو! تم پیاز اور لہسن کھاتے ہو جن کو میں تو "خبیث شمار کرتا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص سے ان کی بدبو محسوس کرتے اس کو مسجد سے جنۃ البقیع کی طرف سے نکالنے کا حکم دیدیتے جو ان کو کھائے وہ پکا کر ان کی بدبو کو ختم کرکے کھائے۔

✪ --- وہ لوگ بھی اس زمرے میں شامل ہیں جو اپنے کام کاج سے سیدھے لباس تبدیل کیئے بغیر مسجد میں آجاتے ہیں۔ اور ان کے کپڑوں سے پسینہ وغیرہ کی بدبو آرہی ہوتی ہے۔

✪ --- تمباکو نوشی کرنے والا تو ان سے بھی بدترین ہے۔ جو تمباکو کی بدبو لئے مسجد میں آتا ہے۔ ملائکہ اور نمازیوں کو ایذاء پنہچاتا ہے۔

زنا

آبرو اور نسل کا تحفظ مقاصد شریعت میں شامل ہے بناء بریں زنا کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰٓ إِنَّهُۥ كَانَ فَٰحِشَةً وَسَآءَ سَبِيلًا ﴿٣٢﴾

زنا کے قریب تک نہ جاؤ کیونکہ وہ بے حیائی کا فعل ہے اور برا طریقہ ہے۔

شریعت مطہرہ نے تو زنا کے تمام وسائل و ذرائع کا بھی سد باب کر دیا ہے پردے کی پابندی، غض بصر، اور غیر محرم عورت کے ساتھ خلوت کی

تحریم' پرانے دور میں لوگ کہا کرتے تھے کہ (خاندانی عورت بھوکی رہ سکتی ہے مگر اپنے پستانوں کی کمائی نہیں کھاتی چہ جائیکہ اپنی شرم گاہ کو ذریعہ معاش بنائے؟)

مگر افسوس صد افسوس! آج ہمارے دور میں عریانی و فحاشی کا سیلاب آچکا ہے۔ شیطان اور اس کے چیلوں نے گناہ کے راستے آسان کر رکھے ہیں۔ فاسق و فاجر لوگ شیطان کی پیروی میں مگن ہیں۔ مردو زن کی مخلوط مجالس رواج پاچکی ہیں۔ اور آنکھ مٹکا عام ہو چکا ہے۔ جنسی رسائل و جرائد کی بھرمار ہو چکی ہیں۔ فحش فلموں کا دور دورا ہے۔ عریانی و فحاشی کے حوالے سے مشہور ممالک کی طرف سیر و سیاحت زوروں پر ہے۔ باقاعدہ ہیرا منڈیاں قائم ہیں۔ عزت و ناموس کے آبگینے چکنا چور ہو رہے ہیں۔ حرامی بچوں کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔ اسقاط حمل کا دھندہ قانونی کاروبار کی شکل اختیار کر رہا ہے۔ اے اللہ کریم! ہم کمزور اور ناتواں بندے تیرے رحم و کرم کے طلبگار ہیں۔ اور تجھ سے عفت و عصمت کی بھیک مانگتے ہیں۔ قلوب کی طہارت اور کردار کی پاکیزگی عطا فرما۔ دل کی گہرائیوں سے عرض کرتے ہیں کہ ہمارے اور حرام کاموں کے درمیان مضبوط رکاوٹ کھڑی کر دے۔ آمین!

لواطت

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم بدکار تھی وہ عورتوں کی بجائے مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ——— وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِۦٓ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ ٱلْفَٰحِشَةَ مَا سَبَقَكُم بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٢٨﴾ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ ٱلرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ ٱلسَّبِيلَ وَتَأْتُونَ

فِي نَادِيكُمُ الْمُنْكَرَ (سورۃ العنکبوت' الایۃ:۲۹)

اور لوط کو بھی بھیجا جب اس نے قوم سے کہا کہ تم بے حیائی کے کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا جہاں کے لوگوں میں سے کسی نے نہیں کیے کیا تم مردوں کے پاس جاتے ہو اور رہزنی کرتے ہو اور اپنی مجلسوں میں ناشائستہ حرکتوں کا ارتکاب کرتے ہو

خلاف فطرت بدکاری کی قباحت و خباثت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کے مرتکبین کو بیک وقت چار قسم کی سزائیں دیں۔ جو کسی دوسری قوم کو نہ دی گئیں اور وہ سزائیں یہ تھیں:

(۱) ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔

(۲) اس پوری بستی کو الٹا دیا

(۳) ان پر نوک دار پتھروں کی بارش برسائی۔

(۴) ان پر دل چیر دینے والی چیخ کا عذاب مسلط کیا۔

✪۔۔۔ شریعت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلاۃ والسلام میں لواطت کے فاعل و مفعول کی سزا (راجح قول کے مطابق) تلوار کے ساتھ قتل کرنا ہے۔ بشرطیکہ دونوں باہمی رضامندی سے اور بلاجبر و اکراہ اس فعل بد کے مرتکب ہوئے ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث نبویؐ مروی ہے کہ

"من وجدتموه يعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول به" (۴۳)

---

(۴۳) رواه الإمام أحمد ۱/ ۳۰۰ وهو في صحيح الجامع ٦٥٦٥ .

جس کو تم قوم لوط (علیہ السلام) جیسا عمل کرتے ہوئے پاؤ تو فاعل و مفعول کو قتل کر دو۔

✪۔۔۔ موجودہ دور میں ان بدکاریوں کی وجہ سے ایڈز جیسی مہلک بیماریوں نے جنم لیا ہے۔ جن کا گذشتہ قرون میں وجود تک نہ تھا۔ لواطت کے متعلق شریعت میں جو سخت ترین سزا مقرر کرنے میں جو حکمت تھی وہ آج روز روشن کی طرح آشکارا ہو چکی ہے۔

بغیر شرعی عذر بیوی کا شوہر کے بستر پر آنے سے انکار

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"اذا دعا الرجل امرأته الى فراشه فابت فبات غضبان عليها لعنتها الملائكة حتى تصبح" (۴۴)

جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ انکار کرے اور شوہر اس پر ناراض ہو کر رات گزارے تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے ہیں۔ اکثر عورتوں کا انداز یہ ہوتا ہے کہ اگر شوہر کے ساتھ ناراضگی ہو جائے تو وہ اس کو ہم بستری سے محروم رکھ کر اپنے گمان میں سزا دیتی ہیں۔ حالانکہ ان کے اس طرز عمل کے نتائج نہایت بھیانک ہو سکتے ہیں۔ مثلاً" شوہر اپنی جنسی خواہشات کی تکمیل کے لئے بدکاری کا مرتکب ہو جائے۔ یا نافرمان بیوی پر سوتن لانے کی ٹھان لے۔ بنابریں عورت پر لازم ہے کہ شوہر کی طلب پر فوراً" آمادہ ہو جائے۔ اس ضمن میں رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے۔ کہ

---

(٤٤) رواه البخاري انظر الفتح ٣١٤/٦.

"اذا دعا الرجل امرأته الى فراشه فلتجب وان كانت على ظهر قتب" (۴۵)

جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے تو اس کو قبول کرنا چاہیے۔ چاہے وہ کجاوے پر سوار کیوں نہ ہو۔ بیوی بیمار یا حاملہ ہو تو شوہر پر بھی اس کے احساسات کا خیال رکھنا لازم ہے۔ تاکہ باہمی الفت و محبت برقرار رہے۔ اور وہ نفرت و کدورت سے محفوظ رہیں۔

بغیر شرعی سبب کے عورت کا اپنے شوہر سے طلاق طلب کرنا

بعض عورتیں اپنے شوہروں کے ساتھ معمولی جھگڑے کے بعد طلاق مانگنے لگتی ہیں۔ اور بعض عورتیں اپنے شوہروں سے مال و زر کا مطالبہ کرتی ہیں اور مطالبہ پورا نہ ہونے کی صورت میں طلاق طلب کرنے لگتی ہیں۔ اور اکثر اوقات انہیں بعض رشتہ دار یا فتنہ پرداز پڑوسنیں' اس حرکت پر برانگیختہ کرتی ہیں۔ پھر وہ اپنے شوہروں کے ساتھ چیلنج کے انداز میں ایسی گفتگو کرتی ہیں کہ جس سے تن بدن میں آگ لگ جائے۔ مثلاً"! اگر تو مرد ہے تو پھر مجھے طلاق دو!

اور یہ حقیقت ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ طلاق کے نتائج نہایت بھیانک ہوتے ہیں۔ خاندانی رشتے ٹوٹ جاتے ہیں۔ اولاد بکھر جاتی ہے۔ پھر عورت نادم ہوتی ہے۔ لیکن وہ "اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت!"

شریعت نے بلا شرعی سبب طلاق کے مطالبے کو جو حرام قرار دیا ہے۔

(۴۵) انظر زوائد البزار ۲/۱۸۱ وهو في صحيح الجامع ۵۴۷ والقتب ما يوضع على ظهر الجمل للركوب.

اس کی حکمت مذکورہ بالا حقائق سے واضح ہوتی ہے۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے فرمان نبویؐ مروی ہے کہ۔

"ایما امرأۃ سالت زوجھا الطلاق من غیر ماباس فحرام علیھا رائحۃ الجنۃ" (۴۶)

جو عورت اپنے شوہر سے بلاوجہ طلاق مانگتی ہے' اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حدیث نبویؐ مروی ہے کہ۔

(ان المختلعات و المنتزعات ھن المنافقات) (۴۷)

خلع اور طلاق لینے والی عورتیں منافقات میں سے ہیں۔

ہاں اگر شرعی سبب موجود ہو مثلاً" شوہر بے نماز ہے۔ یا نشے کا عادی ہے یا بیوی کو حرام کاری پر مجبور کرتا ہے۔ یا اس پر ظلم و زیادتی کرتا ہے۔ یا اس کے شرعی حقوق ادا نہیں کرتا۔ اور وعظ و نصیحت بھی اس پر کارگر نہیں ہوتی۔ اس کی اصلاح کی کوششیں بیکار جاتی ہیں تو ایسی صورت میں شریعت نے عورت کو طلاق طلب کرنے کا حق دیا ہے تاکہ وہ اپنے دین و ایمان اور جسم و جان کو محفوظ رکھ سکے۔

ظہار

قدیم جاہلیت کے جو الفاظ ہماری امت میں رواج پا چکے ہیں ان میں سے ایک ظہار بھی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو کہے کہ تو میرے لئے میری ماں جیسی ہے یا تو میرے اوپر میری بہن کی طرح حرام

(٤٦) رواه أحمد ٥/٢٧٧ وهو في صحيح الجامع ٢٧٠٣ .

(٤٧) رواه الطبراني في الكبير ١٧/٣٣٩ وهو في صحيح الجامع ١٩٣٤ .

ہے۔ اس طرح دیگر الفاظ کہے جو شریعت میں ناپسندیدہ ہیں۔ اور یہ بیوی پر صریحا" ظلم و زیادتی ہے اس ضمن میں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْؕ وَ اِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًاؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ (۲)

اور وہ لوگ جو تم میں سے اپنی عورتوں کو ماں کہہ بیٹھیں وہ انکی مائیں نہیں ہو جاتیں ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا' بے شک وہ ایک بے ہودہ اور جھوٹی بات کہتے ہیں اللہ بیشک معاف کرنے والا بخشنے والا ہے

✪۔۔۔ شریعت مطہرہ نے ظہار کا کفارہ قتل خطاء کے کفارے کی مانند یا رمضان المبارک میں بحالت روزہ بیوی کے ساتھ جماع کرنے کے کفارے جیسا مقرر کیا ہے۔

ظہار کے بعد کفارے کی ادائیگی سے پہلے شوہر اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَ الَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىٕهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّاؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ (۳) فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّاؕ فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًاؕ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِؕ وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (۴)

اور وہ لوگ جو اپنی بیویوں کو ماں کہہ بیٹھیں پھر اس بات سے جو وہ کہہ چکے ہیں رجوع کرنا چاہیں تو آپس میں ایک دوسرے کو چھونے سے

پہلے (مرد) ایک غلام کو آزاد کرے تم کو نصیحت کی جاتی ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اسکی خبر ہے جسکو غلام میسر نہ آئے ایک دوسرے کو چھونے سے پہلے لگاتار دوماہ کے روزے رکھے

دوران حیض بیوی کے ساتھ وطی کرنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَٱعْتَزِلُوا۟ ٱلنِّسَآءَ فِى ٱلْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ﴿٢٢٢﴾

اور اے نبی! لوگ آپ سے حیض کے متعلق سوال کرتے ہیں ان سے کہہ دیجئے کہ یہ ناپاک چیز ہے ان ایام میں عورتوں کے پاس نہ جاؤ۔

✪--- عورت جب تک حیض سے فارغ ہوکر غسل نہ کرے اس کے ساتھ مباشرت کرنا شوہر کے لئے جائز نہیں ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔

فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ ٱللَّهُ ﴿٢٢٢﴾

جب وہ پاک ہو جائیں تو جدھر سے اللہ نے تمہارے لیے (فطری طور پر) ٹھہرا دیا ہے ان کے پاس آؤ۔

✪--- دوران حیض بیوی کے ساتھ مجامعت ایسی معصیت ہے۔ جس کی قباحت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

(من اتی حائضاً" او امراۃ فی دبرھا او کاھنا فقد کفر بما انزل علی محمد" (۴۸)

(۴۸) رواه الترمذي عن أبي هريرة ۱/ ۲۴۳ وهو في صحيح الجامع ۵۹۱۸.

جو شخص حائضہ عورت کے ساتھ جماع کرے۔ یا اس کی دبر میں (خلاف فطرت) وطی کرے۔ یا کسی نجومی کے پاس جائے۔ تو تحقیق اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ شریعت کے ساتھ کفر کیا۔

✪ ۔۔۔ جو شخص لاعلمی کی بنا پر یا بلا ارادہ یہ غلطی کرے اس پر کوئی کفارہ نہیں۔

✪ ۔۔۔ جو شخص جان بوجھ کر ایسا کرے اس پر بعض اہل علم کے نزدیک ایک دینار یا نصف دینار کفارہ ادا کرنا ضروری ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ انسان کی اپنی مرضی ہے کہ دینار۔ یا نصف دینار ادا کرے۔ اور بعض علماء یہ تفریق کرتے ہیں کہ اگر حیض کے آغاز میں مباشرت کی تو مکمل دینار اور اگر حیض کے اختتام کے قریب وطی کی تو نصف دینار ادا کرے گا۔ اور موجودہ دور میں ایک دینار 25۔۔4 گرام سونے کے مساوی ہوتا ہے۔ جس کو بطورہ کفارہ ادا کرنا یا اس کی نقد قیمت کو ادا کرنا ضروری ہے۔ (۴۹)

بیوی کے ساتھ (خلاف فطرت) بدفعلی کرنا

ایمان کی لذت سے نا آشناء لوگ بیوی کے ساتھ جائے پاخانہ میں مجامعت کرنے کو عیب نہیں سمجھتے۔ حالانکہ یہ کبیرہ گناہ ہے۔ جس کے مرتکب کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ملعون قرار دیا ہے۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

---

(٤٩) [والصواب أنه مخير بين الدينار ونصفه سواء كانت في أول الحيض او في آخره والدينار أربعة أسباع الجنيه السعودي ونصفه سبعان اثنان من السبعة لأن الجنيه السعودي ديناران إلا ربع (ز)].

(معلون من اتی أمراة فی دبرها) (۵۰)

وہ شخص ملعون ہے جو عورت کے ساتھ جائے پاخانہ میں مجامعت کرے بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ضمن میں یہاں تک فرمایا۔

("من اتی حائضا" او أمراۃ فی دبرها او کاهنا" فقد کفر بما انزل علی محمد" (۵۱)

جو شخص حائضہ بیوی کے ساتھ جماع کرے۔ یا بیوی کے جائے پاخانہ میں مجامعت کرے۔ یا نجومی کے پاس جائے تو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ شریعت کے ساتھ کفر کیا۔

✪..... سلیم الفطرت خواتین اس فعل بد کے لئے آمادہ نہیں ہوتیں۔ مگر بدقماش شوہر انہیں طلاق کی دھمکی دیکر مجبور کرتے ہیں اور بعض مکار شوہر انہیں آیت مبارکہ کی غلط تفسیر بیان کرکے دھوکہ دیتے ہیں کہ

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ (البقرۃ: ۲۲۳)

تمہاری بیویاں تمہاری لیے کھیتیاں ہیں پس جسطرح چاہو اپنی کھیتی میں آؤ) کہ تم میری کھیتی ہو۔ جس طرح چاہوں میں اس میں آسکتا ہوں۔

حالانکہ قرآن مجید کی تفسیر حدیث و سنت کی شکل میں موجود ہے۔ اور مذکورہ آیت مقدسہ کی تفسیر رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ شوہر کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ سیدھے یا الٹے انداز سے جماع کرسکتا ہے بشرطیکہ جائے ولادت میں ہو۔

---

(۵۰) رواه الإمام أحمد ۲/ ۴۷۹ وهو في صحيح الجامع ۵۸۶۵.

(۵۱) رواه الترمذي برقم ۱/ ۲۴۳ وهو في صحيح الجامع ۵۹۱۸.

اور یہ امر کسی سے مخفی نہیں ہے کہ جائے پاخانہ' جائے ولادت نہیں ہے۔

✪ ---- خلاف فطرت عمل کے نتیجے میں انسان کی صاف ستھری ازدواجی زندگی جاہلیت کی غلاظت سے اٹ جاتی ہے۔ گندی سوسائٹی' فحش فلمیں' اور توبہ و استغفار سے بے تعلقی اور عفت و عصمت کی لذت سے ناآشنائی اس قبیح حرکت کا موجب ہے۔

✪ ---- واضح ہو کہ خلاف فطرت عمل پر شوہر اور بیوی دونوں رضامند ہوں تب بھی وہ حرام ہے کیونکہ انسانوں کی رضامندی حرام کو حلال نہیں بناتی۔

بیویوں کے درمیان بے انصافی

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیویوں کے درمیان عدل و انصاف کا حکم

وَلَن تَسْتَطِيعُوٓا۟ أَن تَعْدِلُوا۟ بَيْنَ ٱلنِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ ۖ فَلَا تَمِيلُوا۟ كُلَّ ٱلْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَٱلْمُعَلَّقَةِ ۚ وَإِن تُصْلِحُوا۟ وَتَتَّقُوا۟ فَإِنَّ ٱللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٢٩﴾

اور یہ تم سے ہرگز نہ ہو سکے گا کہ (ایک سے زائد) عورتوں میں برابری قائم رکھو اگرچہ تمہاری انتہائی خواہش ہی کیوں نہ ہو پس ایک ہی طرف نہ جھک پڑو کہ دوسری کو معلقہ کی طرح چھوڑ بیٹھو اگر تم باہمی سمجھوتہ کرلو اور خدا سے ڈرتے رہو تو بے شک اللہ بخشنے رحم کرنے والا ہے۔

شریعت مطہرہ میں بیویوں کے درمیان جو عدل و انصاف مطلوب ہے وہ شب باشی نان و نفقہ اور لباس وغیرہ میں ہے۔ جبکہ دلی محبت میں عدل

کرنا انسان کے اختیار میں نہیں ہے۔ بعض لوگ ایک سے زیادہ بیویوں کی صورت میں بے انصافی کرتے ہیں۔ ایک کی طرف مکمل مائل ہو کر دوسری کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں۔ ایک کے ساتھ بکثرت شب باشی کرتے ہیں۔ اس پر زیادہ سے زیادہ خرچ کرتے ہیں۔ جبکہ دوسری کو بالکل محروم رکھتے ہیں۔ یہ طرز عمل بالکل حرام ہے اور ناجائز ہے۔ ایسے لوگ قیامت کے دن جس حالت و کیفیت میں پیش ہوں گے اس کا نقشہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بیان فرمایا کہ۔

"من كانت له امراتان فمال الى احداهما جاء يوم القيامة وشقه مائل" (۵۲)

جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ایک کی طرف ہی مائل ہو جائے تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا ایک پہلو مفلوج ہو گا۔

غیر محرم عورت کے ساتھ خلوت

شیطان ہمیشہ انسان کو صراط مستقیم سے پھسلانے آزمائش سے دوچار کرنے اور حرام میں مبتلا کرنے پر حریص رہتا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس سلسلے میں ہمیں متنبہ کرتے ہوئے فرمایا۔

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَتَّبِعُواْ خُطُوَٰتِ ٱلشَّيْطَٰنِۚ وَمَن يَتَّبِعْ خُطُوَٰتِ ٱلشَّيْطَٰنِ فَإِنَّهُۥ يَأْمُرُ بِٱلْفَحْشَآءِ وَٱلْمُنكَرِۚ ﴾ (۲۱)

(۵۲) رواه أبو داود ۲/۶۰۱ وهو في صحيح الجامع ٦٤٩١.

اے مومنو! شیطان کے نقش قدم پر نہ چلنا اور جو شیطان کے نقش قدم پر چلے گا تو وہ بے حیائی اور برے کام ہی کرنے کو کہے گا۔)

شیطان گردش خون کی طرح انسانی جسم میں چلتا ہے۔ انسان کو فحاشی و منکرات میں مبتلا کرنے کے لئے جو شیطانی ہتھکنڈے ہیں ان میں غیر محرم کے ساتھ خلوت اور تنہائی بھی ہے۔ اس لئے اس راستے کو بالکل بند کرتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"لا یخلون رجل بامراۃ الا کان ثالثھما الشیطان"، (۵۳)

ہرگز کوئی مرد (اجنبی) عورت کے ساتھ خلوت میں نہ رہے کیونکہ ایسی صورت میں ان میں تیسرا شیطان موجود ہوتا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

("لا یدخلن رجل بعد یومی ھذا علی مغیبۃ الا ومعہ رجل او اثنان" (۵۴)

کہ آج کے بعد (کوئی مرد ایک یا دو ساتھیوں کے بغیر تنہا) ایسی عورت کے ہاں نہ جائے جس کا شوہر غیر حاضر ہو

کسی مرد کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ غیر محرم عورت کے ساتھ کسی گھر میں، حجرے میں یا گاڑی میں تنہا ہو۔ خواہ وہ اس کی بھابھی یا خادمہ ہی کیوں نہ ہو۔ یا طبیب کے ساتھ مریضہ ہی کیوں نہ ہو۔ اکثر لوگ ایسے معاملات میں اپنے آپ پر یا دوسروں پر اظہار اعتماد کرتے ہوئے تساہل برتتے ہیں۔ حالانکہ بسا اوقات یہی تساہل برائی کا پیش خیمہ ثابت ہوتا

(۵۳) رواہ الترمذي ۳/۴۷۴ انظر مشكاة المصابيح ۳۱۱۸.

(٥٤) رواہ مسلم ٤/١٧١١.

ہے۔ جو بالآخر حرامی بچوں کی تعداد میں اضافے اور حسب ونسب کے ضیاع کا سبب بنتا ہے۔

غیر محرم عورت کے ساتھ مصافحہ

غیر محرم عورتوں کے ساتھ مصافحہ کرنا ان معاشرتی عادات اور رسم و رواج میں سے ہے جو شریعت مقدسہ کی سراسر بغاوت و سرکشی پر مبنی ہیں۔ اور اگر آپ ایسے لوگوں کو شرعی حکم اور اس کے دلائل و براہین بھی پیش کر دیں تو وہ اپنی غلطی تسلیم کرنے کی بجائے تمہیں دقیانوسی' قطع رحمی کا سبق دینے والا اور اچھی نیتوں پر شک کرنے والا قرار دیں گے۔

چچا زاد' پھوپھی زاد' ماموں زاد' خالہ زاد' چچی' ممانی اور بھابھی کے ساتھ مصافحہ کرنا ہمارے معاشرے میں آب نوشی کرنے سے زیادہ سہل شمار کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اگر اس فعل کے خطرناک انجام کو شرعی طور پر بھانپ لیں تو کبھی ایسا نہ کریں۔ رسول مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"لان يطعن فى راس احدكم بمخيط من حديد خير له من ان يمس امراة لا تحل له" (٥٥)

اپنے سر میں لوہے کی سوئی چبھو دینا اس سے بہتر ہے کہ آدمی کسی ایسی عورت کو چھوئے جس کو چھونا اس کے لئے جائز نہیں ہے۔

اور بلاشبہ یہ ہاتھ کا زنا ہے جیسا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(العينان تزنيان واليدان تزنيان والرجلان تزنيان والفرج

---

(٥٥) رواه الطبراني ٢٠/٢١٢ وهو في صحيح الجامع ٤٩٢١.

یزنی" (۵۶)

آنکھیں زنا کرتی ہیں۔ ہاتھ زنا کرتے ہیں۔ پاؤں زنا کرتے ہیں۔ اور شرم گاہ زنا کرتی ہے

اب آپ خود بتائیں کہ کیا کوئی انسان محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ پاکیزہ دل والا ہے؟ مگر آپؐ اس کے باوصف فرماتے ہیں "انی لا اصافح النساء"(۵۷) میں عورتوں کے ساتھ مصافحہ نہیں کرتا۔ اور مزید فرمایا "انی لا امس ایدی النساء" میں عورتوں کے ہاتھ نہیں چھوتا۔ (۵۸)

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

"ولا واللّٰه مامست يد رسول اللّٰه' صلى اللّٰه عليه وسلم' يدامراة قط غير انه يبايعهن بالكلام" (۵۹)

واللہ! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک کبھی بھی کسی (غیر محرم) عورت کے ہاتھ کے ساتھ نہیں چھوا۔ آپ بذریعہ گفتگو ان سے بیعت لیتے تھے۔

ان لوگوں کو اللہ سے ڈرنا چاہیے؟ جو اپنی بیویوں کو طلاق کی دھمکی دیکر اپنے عزیز و اقارب یا بھائیوں کے ساتھ مصافحہ کرنے پر مجبور کرتے ہیں اور یاد رکھنا چاہیے کہ ہاتھ پر کپڑا وغیرہ ڈال کر مصافحہ کرنا بھی حرام اور ناجائز ہے۔

---

(٥٦) رواه الإمام أحمد ٤١٢/١ وهو في صحيح الجامع ٤١٢٦ .

(٥٧) رواه الإمام أحمد ٣٥٧/٦ وهو في صحيح الجامع ٢٥٠٩ .

(٥٨) رواه الطبراني في الكبير ٣٤٢/٢٤ وهو في صحيح الجامع ٧٠٥٤ وانظر الإصابة ٣٥٤/٤ ط. دار الكتاب العربي .

(٥٩) رواه مسلم ١٤٨٩/٣ .

عورت کا خوشبو لگا کر غیر محرم مردوں کے پاس سے گزرنا

موجودہ دور میں یہ وبا پھیل چکی ہے۔ حالانکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی شدید ممانعت کرتے ہوئے فرمایا۔

"ایما امراۃ استعطرت ثم مرت علی القوم لیجدوا ریحھا فھی زانیۃ" (٦٠)

جو عورت خوشبو لگا کر لوگوں کے پاس سے گزرے تاکہ وہ اس کی مہک کو پائیں تو وہ زانیہ ہے۔

بعض عورتیں اس معاملے میں نہایت تساہل کرتی ہیں۔ ڈرائیور' دوکاندار اور سکول کالج کے چوکیدار وغیرہ کے سامنے خوشبو لگا کر گذرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتیں۔ حالانکہ ایسی عورت خواہ گھر سے مسجد کی طرف ہی نکلنا چاہے تو شریعت نے اسکو غسل جنابت کرنے کا حکم دیا ہے۔

فرمان نبویؐ ہے۔

"ایما امراۃ تطیبت ثم خرجت الی المسجد لیوجد ریحھا لم یقبل منھا صلاۃ حتی تغتسل اغتسالھا من الجنابۃ" (٦١)

جو عورت خوشبو لگائے پھر مسجد کی طرف آئے تاکہ اس کی مہک پائی جائے تو اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔ تاوقتیکہ وہ غسل جنابت نہ کرے۔

مگر افسوس! کہ موجودہ دور میں بازاروں' گاڑیوں' مخلوط مجالس و تقاریب اور مساجد میں عورتیں جس قدر تیز خوشبو لگا کر آتی ہیں کہ الامان

---

(٦٠) رواه الإمام أحمد ٤١٨/٤ انظر صحيح الجامع ١٠٥ .

(٦١) رواه الإمام أحمد ٤٤٤/٢ وانظر صحيح الجامع ٢٧٠٣

والحفیظ! حالانکہ شریعت مقدسہ نے عورت کی خوشبو کے متعلق یہ تعلیم دی ہے کہ اس کا رنگ ظاہر ہوتا ہے جبکہ مہک مخفی ہوتی ہے۔

ہم بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے ہیں کہ ہمیں اپنی ناراضگی سے بچانا۔ اور عقل سے عاری مردوزن کی کرتوتوں کی پاداش میں صالح مرد اور عورتوں کا مواخذہ نہ فرمانا۔ اور تمام کو سیدھی راہ پر چلانا۔ آمین۔

محرم کی ہمراہی کے بغیر عورت کا سفر

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"لاتسافر المراۃ الامع ذی محرم" عورت سفر نہ کرے مگر محرم کے ساتھ!

یہ حدیث مبارکہ تمام سفروں حتیٰ کہ سفرِ حج کو بھی محیط ہے۔ کیونکہ ہمراہی کے بغیر سفر کی صورت میں فاسق و فاجر لوگ طمع و حرص کریں گے۔ اور اس کو بہلانے پھسلانے کی کوشش کریں گے اور وہ کمزور صنف ہے۔ جس کے پھسلنے کا خطرہ ہی رہتا ہے۔ کم از کم اس کی عزت و ناموس اور شرف و وقار پر دھبہ پڑنے کا خدشہ تو ہے۔ اسی طرح ہوائی جہاز کے سفر کا معاملہ ہے خواہ محرم ائیرپورٹ پر رخصت کرے اور دوسرے ائرپورٹ پر محرم ہی استقبال کرے۔ تب بھی خطرات موجود رہتے ہیں۔ مثلاً" دوران سفر طیارے میں اس کے پہلو کی سیٹ پر کون بیٹھے گا؟۔ یا ٹیکنیکل خرابی کی بناء پر جہاز کسی دوسرے ائیرپورٹ پر اتر جائے یا کسی اور قسم کی تاخیر رونما ہو جائے۔ تو پھر حل کیا ہوگا! اور اس ضمن میں بہت سارے الم ناک واقعات رونما ہو چکے ہیں۔

○۔۔۔ واضح ہو کہ محرم میں چار شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔
(۱) مسلمان ہو (۲) بالغ ہو (۳) عاقل ہو (۴) اور مذکر ہو۔
جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
"ابوھا او ابنھا او زوجھا اواخوھا اوذو محرم منھا" (۶۲)
اس کا باپ۔ یا اس کا بیٹا۔ یا اس کا شوہر۔ یا اس کا بھائی۔ یا کوئی اور محرم

غیر محرم عورت کی طرف قصداً" دیکھنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔
قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَـٰرِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ خَبِيرٌۢ بِمَا يَصْنَعُونَ ﴿٣٠﴾
مومن مردوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نظروں کو نیچا رکھا کریں اور وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہی بات ان کے لئے سب سے بہتر ہے (یاد رکھو کہ) جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ ان سے واقف ہے۔
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔
"فزنا العين النظر" (ای الی ماحرم اللہ) (۶۳)
آنکھ کا زنا نظر ہے۔ یعنی ایسی چیز کی طرف نظر ڈالنا جس کی طرف دیکھنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہو۔
ہاں البتہ! وہ نظر اس حکم سے مستثنیٰ ہوگی جو شرعی ضرورت کے تحت ہو۔ مثلاً" منگیتر کو ایک بار دیکھنا۔ یا ڈاکٹر وغیرہ کا مریضہ پر نظر ڈالنا

---

(٦٢) رواه مسلم ٢/٩٧٧.
(٦٣) رواه البخاري انظر فتح الباري ١١/٢٦.

اسی طرح عورت پر بھی حرام ہے کہ وہ کسی غیر محرم مرد کی طرف فتنہ کی غرض سے دیکھے۔ ارشاد رب العالمین ہے "وقل للمؤمنات یَغۡضُضۡنَ مِنۡ أَبۡصَٰرِهِنَّ وَیَحۡفَظۡنَ فُرُوجَهُنَّ ﴿٣١﴾

اور مومن عورتوں سے کہہ دیجئے وہ بھی اپنی نظروں کو نیچا رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔

- ---اسی طرح کسی امرد (خوبصورت لڑکے) کو شہوت بھری نظروں سے دیکھنا بھی حرام ہے۔
- --- مرد کا دوسرے مرد اور عورت کا دوسری عورت کے مقام ستر کو دیکھنا بھی حرام ہے۔
- --- شوہر بیوی کے علاوہ دوسرے کے مقام ستر کو چھونا خواہ کپڑے وغیرہ کے ساتھ ہی ہو حرام ہے۔

شیطان بعض لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے کہ وہ اس کی پیروی کرتے ہوئے برہنہ یا نیم عریاں تصویریں، اخبارات اور رسائل میں دیکھتے ہیں۔ ٹی وی، ویڈیو اور سنیما گھروں میں فلم بینی کرتے ہیں۔ اور اس کے جواز میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ یہ کونسی حقیقی چیزیں ہیں۔ حالانکہ عریانی و فحاشی کا فتنہ و فساد برپا کرنے کے لئے انہی چیزوں نے تباہ کن کردار ادا کیا ہے۔

دیوثیت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث نبویؐ مروی ہے کہ "ثلاثة قد حرم اللہ علیهم الجنة : مدمن الخمر والعاق والدیوث الذی یقر فی اهله الخبث" (٦٤)

(٦٤) رواه الإمام أحمد ٢/ ٦٩ وهو في صحيح الجامع ٣٠٤٧.

تین قسم کے لوگوں پر اللہ نے جنت کو حرام کر دیا ہے۔ ہمیشہ شراب پینے والا، نافرمان، اور دیوث (بے غیرت) جو اپنے اہل خانہ میں خباثت کو نہ روکے۔

موجودہ دور میں دیوثیت کی بعض صورتیں درج ذیل ہیں۔

✪---- بیٹی یا بیوی کسی غیر محرم کے ساتھ فون پر گفتگو اور رابطے رکھے شوہر یا باپ چشم پوشی کرے۔

✪---- گھر کی کوئی عورت کسی غیر محرم کے ساتھ خلوت و تنہائی کرے اور صاحب خانہ کی جبیں پر شکن بھی نہ پڑے۔

✪---- گھر کی کوئی خاتون غیر محرم ڈرائیور کے ساتھ تنہا سفر کرے اور صاحب خانہ کو پرواہ ہی نہ ہو۔

✪---- صاحب خانہ کی رضامندی سے عورتیں بغیر شرعی پردے کے گھر سے نکلیں

✪---- مخرب الاخلاق فلمیں اور رسائل و جرائد گھر میں آئیں اور صاحب خانہ کو تشویش نہ ہو۔

ولدیت میں تبدیلی کے لئے جعلسازی یا باپ کا اپنی اولاد سے جان بوجھ کر انکار کرنا

کسی مسلمان کے لئے شرعی طور پر یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنا نسب اپنے باپ کی بجائے کسی دوسرے کی طرف ملائے۔ یا اپنے آپ کو اپنے خاندان کی بجائے دوسرے خاندان کا فرد ظاہر کرے۔ بعض لوگ مادی مفادات کے حصول کے لئے ایسا غلط کام بھی کر جاتے ہیں۔ جبکہ بعض اپنے باپ سے اظہار نفرت کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ جس نے انہیں بچپن میں

نظر انداز کر دیا ہو۔

حالانکہ یہ کام قطعاً" حرام ہے اور اس کے نہایت بھیانک اور ہولناک نتائج برآمد ہوتے ہیں مثلاً" حلالی یا حرامی ہونے نکاح اور وراثت کے معاملات کا تعلق انسان کے حقیقی نسب کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔

حضرت سعد اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہما نے اس ضمن میں روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔

"من ادعی الی غیر ابیه وهو یعلم فالجنة علیه حرام" (٦٥)

جس شخص نے اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا جبکہ وجہ جانتا ہے کہ (وہ اس کا باپ نہیں) تو جنت اس پر حرام ہے۔

- ---- نسب میں ہر قسم کی جعلسازی کرنا شریعت میں قطعاً" حرام ہے۔
- ---- بعض شوہر اپنی بیویوں کے ساتھ جھگڑے کی صورت میں اس پر بدکاری کا الزام لگا دیتے ہیں اور اپنی اولاد (جو اس کے بستر پر پیدا ہوئی) کو بلاوجہ اپنا نطفہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔
- ---- اور بعض عورتیں بھی خیانت کی مرتکب ہوتی ہیں کہ وہ شادی شدہ ہونے کے باوجود بدکاری کے نتیجے میں دوسرے کے نطفے کو شوہر کے نسب میں شامل کر دیتی ہیں۔ حالانکہ اس کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شدید وعید فرمائی ہے۔

جس کو حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ جب لعان کی آیت مقدسہ نازل ہوئی تو میں نے آپؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

"ایما امراۃ ادخلت علی قوم من لیس منهم فلیست من الله

---

(٦٥) رواه البخاري انظر فتح الباري ٨/٤٥ .

فی شی ولن یدخلها اللہ جنتہ، وایما رجل جحد ولدہ وھو ینظر الیہ احتجب اللہ منہ وفضحہ علی رؤوس الاولین والاخرین" (٦٦)

جو عورت اپنے بچے کو غیر خاندان میں داخل کرتی ہے۔ جس کا وہ فرد نہیں (یعنی عورت نے زنا کیا اور حرامی بچے کو اپنے شوہر کی طرف منسوب کر دیا) تو اللہ تعالیٰ کی رحمت میں وہ عورت داخل نہیں ہے، اس کو اللہ ہرگز جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ اور جو مرد اپنے بیٹے کا دیدہ دانستہ انکار کر دے اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دیدار سے محروم رکھے گا۔ اور تمام اگلوں پچھلوں کے رو برو اس کو رسوا کرے گا۔

سود

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سود خوروں کے علاوہ کسی اور کے خلاف اعلان جنگ نہیں کیا۔ جیسا کہ فرمایا يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَذَرُوا۟ مَا بَقِىَ مِنَ ٱلرِّبَوٰٓا۟ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٢٧٨﴾ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا۟ فَأْذَنُوا۟ بِحَرْبٍ مِّنَ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ ﴿٢٧٩﴾

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اگر تمہیں خدا پر ایمان ہے تو جس قدر سود باقی ہے اسے چھوڑ دو اگر تم ایسا نہیں کرتے تو پھر اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سود کس قدر حرام اور ناپسندیدہ ہے اسکی وضاحت کے لئے مذکورہ آیت کریمہ نہایت واضح اور کافی ہے۔

---

(٦٦) رواہ أبو داود ٢/ ٦٩٥ انظر مشکاۃ المصابیح ٣٣١٦.

✪---- انفرادی، اجتماعی یا عالمی معاملات و مسائل پر نگاہ رکھنے والا یقیناً" اس حقیقت کو جانتا ہے کہ آج دنیا بھر میں جو تباہی بربادی فتنہ و فساد، بدامنی اور بے سکونی نظر آرہی ہے اس کا بنیادی سبب سودی کاروبار ہے جس کی وجہ سے دنیا بھر میں افلاس، کساد بازاری، اقتصادی بحران قرضوں کی ادائیگی میں بدنظمی بلکہ عجز و بے بسی صنعتی یونٹوں کی بندش دکھائی دے رہی ہے۔

عوام کے خون پسینے کی کمائی لامتناہی سودی قسطوں کی ادائیگی کی نظر ہو جاتی ہے۔ اور معاشرے میں طبقاتی نظام جنم لیتا ہے۔ اور محدود ہاتھوں میں سرمایہ کی گردش رہتی ہے۔ اور ممکن ہے کہ یہ بھی اس جنگ کی ایک شکل ہو جس کا اعلان سود خوروں کے خلاف اللہ احکم الحاکمین نے کیا ہے۔

✪---- سودی معاملات میں شریک ہونے والے، یعنی دونوں پارٹیاں، مددگار، معاون، ایجنٹ کلرک، گواہ وغیرہ سب فرمان نبویؐ کے مطابق ملعون ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ۔

"اکل الربا وموکلہ وکاتبہ وشاہدیہ ھم سواء" (٦٧)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے، کھلانے اس کو لکھنے اور اس کی گوہی دینے والوں پر لعنت برسائی ہے۔اور فرمایا کہ

وہ سب گناہ میں برابر شریک ہیں۔ بنابریں سودی معاملات کو ضبط تحریر میں لانا، اس کو وصول کرنا، یا کسی کے سپرد کرنا، یا اس کی چوکیداری کرنا یا کوئی بھی تعاون کرنا سب ناجائز ہے۔

✪---- نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے سود جیسے کبیرہ گناہ کی قباحت

---

(٦٧) رواہ مسلم ۱۲۱۹/۳.

بیان کرتے ہوئے فرمایا

"الربا ثلاثة وسبعون بابا ایسرھا مثل ان ینکح الرجل امه' وان اربی الربا عرض الرجل المسلم" (۶۸)

سود کے ۷۳ دروازے ہیں۔ سب سے ہلکا اس کی مانند ہے کہ آدمی اپنی ماں کے ساتھ نکاح کرے۔ اور سب سے بڑا سود مسلمان کی آبروریزی کرنا ہے۔

حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نبویؐ مروی ہے کہ

"درہم ربا یاکله الرجل وھو یعلم اشد من ستة وثلاثین زنیة" (۶۹)

جو شخص جان بوجھ کر سود کا ایک درہم کھالیتا ہے اس کا گناہ ۳۶ مرتبہ زنا کرنے سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔

✪--- سود کی حرمت عام ہے۔ امیر غریب کا اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ جیسا کہ بعض لوگوں کا گمان ہے۔ کیونکہ یہ حکم ہر شخص اور ہر حالت کو محیط ہے۔ واقعات و مشاہدات تصدیق کرتے ہیں کہ کتنے بڑے بڑے امیر کبیر اور سیٹھ سود کی خدمت کی بناء پر مفلسی کا شکار ہوگئے۔ کم از کم سود کی نحوست سے مال میں برکت ختم ہو جاتی ہے۔ چاہے اس کی تعداد بظاہر کتنی زیادہ کیوں نہ ہو۔ ارشاد نبویؐ ہے۔

"الربا وان کثر فان عاقبته تصیر الی قل" (۷۰)

---

(٦٨) رواه الحاكم في المستدرك ٢/٣٧ وهو في صحيح الجامع ٣٥٣٣.

(٦٩) رواه الإمام أحمد ٥/٢٢٥ انظر صحيح الجامع ٣٣٧٥.

(٧٠) رواه الحاكم ٢/٣٧ وهو في صحيح الجامع ٣٥٤٢ ومعنى قُل أي نقصان المال

سود چاہے کتنی کثرت میں کیوں نہ ہو۔ لیکن بالآخر نہایت قلت میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

✪ ۔۔۔ اسی طرح سود کی شرح کم ہو یا زیادہ اس سے شرعی حکم میں فرق نہیں پڑتا۔

✪ ۔۔۔ سودی کاروبار کرنے والا قیامت کو جب اپنی قبر سے کھڑا کیا جائے گا۔ تو اس شخص کی طرح حواس باختہ ہو گا جس کو شیطان (جن) چمٹا ہوتا ہے۔

✪ ۔۔۔ سود کے قبیح جرم ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اس سے توبہ کرنے کا راستہ کھلا رکھا اور اس کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَٰلِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ

(البقرہ / ۲۷۹)

اگر توبہ کرتے رہو تو اپنی اصل رقم کے حقدار ہو تم ظلم کرو نہ تمہارے ساتھ ظلم کیا جائے۔

اور یہ عین عدل ہے۔

✪ ۔۔۔ مومن پر واجب ہے کہ وہ اپنے دل میں سود جیسے گناہ کبیرہ کے متعلق نفرت اور قباحت محسوس کرے۔ حتی کہ وہ لوگ جو اپنے مال کو چوری یا تلف ہونے کے ڈر سے اضطراری کیفیت میں بنکوں میں رکھتے ہیں۔ انہیں بھی اضطراری صورت کا شعور اور احساس رہنا چاہیے کہ وہ اس شخص کی طرح مضطر ہیں جو جان بچانے کے لئے مردار وغیرہ کھا سکتا ہے۔ لیکن انہیں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے رہنا چاہیے۔ اور بہتر راستے کی تلاش میں کوشاں رہنا چاہیے۔ اور ایسی صورت میں بنکوں سے سود کا مطالبہ نہ کرے۔ اور اگر بنک اس کے کھاتے میں سود ڈال دے تو اس سے

نجات پانے کے لئے (صدقہ و خیرات کے علاوہ) کوئی مناسب راستہ اختیار کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی پاک ہے۔ اور وہ اپنی راہ میں صرف پاکیزہ مال ہی قبول کرتا ہے۔ سود کی رقم سے کسی قسم کا استفادہ کرنا جائز نہیں' کھانے' پینے' پہننے' رہنے' یا سواری وغیرہ کے لئے بھی اس کو استعمال کرنا حرام ہے۔ بیوی بچوں' والدین کی کفالت کے لئے یا بل وغیرہ ادا کرنے کے لئے' یا زکواۃ کی ادائیگی کے لئے اس کو مصرف میں لانا بھی ناجائز ہے۔

بلکہ ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچنے کے لئے سود کی رقم سے گلو خلاصی پانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

اشیاء فروخت کرتے وقت ان کے عیوب کو چھپانا

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اناج کے ڈھیر کے قریب سے گذرے۔ تو آپؐ نے اس میں اپنا ہاتھ ڈال دیا تو نمی محسوس کی۔ تو آپؐ نے فرمایا!

"ما هذا يا صاحب الطعام؟ قال اصابته السماء يا رسول الله قال : افلا جعلته فوق الطعام کی یراه الناس؟ من غش فليس منا" (۷۱)

اے اناج کے مالک! یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی اللہ کے رسول! یہ بارش سے بھیگ گیا ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا تو پھر تم نے اس بھیگے اناج کو اوپر کیوں نہیں کر دیا تاکہ لوگ اس کو دیکھ سکیں۔ جو دھوکہ کرے وہ ہم

(۷۱) رواه مسلم ۱/ ۹۹.

میں سے نہیں۔

خشیت الٰہی سے محروم تاجر خراب اور ناکارہ اشیاء کو بیچنے کے لئے سٹکرز وغیرہ کے ذریعے ان کے عیب چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یا انہیں کارٹون اور ڈبے وغیرہ میں نیچے ڈال کر اوپر بہتر چیزیں سجا دیتے ہیں۔ یا اشیاء کی ظاہری چمک دمک بڑھانے کے لئے کیمیکلز استعمال کرتے ہیں۔ پرانی مشینری فروخت کرتے وقت اس کے چلنے کی آواز کے عیب کو چھپایا جاتا ہے۔ بعض دوکاندار چیزوں کی انتہائی تاریخ استعمال (OF EXP DATE) کو بڑھا دیتے ہیں۔ اور بعض سوداگر گاہک کو فروخت کردہ چیز کی چیک اپ نہیں کرنے دیتے۔ اکثر شوروموں میں پرانی کاروں اور گاڑیوں کو فروخت کرتے وقت ان کے نقائص سے خریدار کو آگاہ نہیں کیا جاتا۔ حالانکہ یہ تمام امور شریعت میں قطعاً حرام ہیں۔ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"المسلم اخوالمسلم ولایحل لمسلم باع من اخیه بیعافیه عیب الا بینه له" (۷۲)

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو عیب دار چیز بیچے الا یہ کہ اس کو بیان کردے۔

✪۔۔۔ بعض لوگوں کا گمان ہے کہ ان کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے۔ جب وہ اعلانیہ بولی میں کہتے ہیں کہ میں (ابیع کومتہ حدید) میں لوہے کا ڈھیر بیچ رہا ہوں حالانکہ ایسی تجارت بے برکت ہوتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد نبویؐ ہے۔

---

(۷۲) رواه ابن ماجة ۲/ ۷۵٤ وهو في صحيح الجامع ٦٧٠٥.

"البيعان بالخيار مالم يتفرقا فان صدقا وبينا بورك لهما فی بیعهما وان کذبا وکتما محقت برکة بیعهما" (۷۳)

بائع اور مشتری جب تک جدا نہ ہو جائیں (انہیں سودا برقرار رکھنے یا فسخ کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ اور اگر دونوں سچ بولیں اور (بائع نے بیع کی خوبی اور خامی اور مشتری نے حال ثمن کو بیان کردیا تو دونوں کی خرید و فروخت میں برکت ڈال دی جائے گی۔ اور اگر وہ جھوٹ بولیں اور عیوب کو چھپائیں تو دونوں کے سودے سے برکت اٹھالی جائے گی۔

خریداروں کو دھوکہ دینے کے لئے بولی بڑھانا۔

اس شخص کی طرف سے بولی میں اضافہ کرنا جو خود خریدنے کا ارادہ نہیں رکھتا بلکہ صرف دوسروں کو دھوکہ دینا اور چیز کی قیمت بڑھانا اس کا مقصود ہو۔ یہ شریعت میں بالکل حرام ہے۔ فرمان نبویؐ ہے (ولا تناجشوا) دوسروں کو دھوکہ دینے کے لئے بولی نہ بڑھاؤ۔ (۷۴)

یہ فریب اور مکر کی ایک شکل ہے۔ جس کے متعلق رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (المکر والخدیعة فی النار) (۷۵)
مکر اور دھوکہ کا انجام جہنم ہے۔

اکثر منڈیوں اور نمائشوں میں ایجنٹ اور ڈیلر (حضرات) کی کمائی حرام ہوتی ہے کیونکہ اس میں دھوکہ اور فریب کے علاوہ ظلم اور زیادتی بھی کی جاتی ہے۔ اپنے سامان کی قیمت باہمی ایکا کرکے بڑھائی جاتی ہے۔ جبکہ کوئی

(۷۳) رواه البخاري انظر الفتح ٤/٣٢٨ .

(٧٤) رواه البخاري انظر فتح الباري ١٠/٤٨٤

(٧٥) انظر سلسلة الأحاديث الصحيحة ١٠٥٧ .

بیچنے والا آجائے تو اس کے سامان کی قیمت کم لگائی جاتی ہے۔ اور اس طرح اللہ کے بندوں کو دھوکہ دے کر نقصان پہنچایا جاتا ہے۔

جمعتہ المبارک کی دوسری اذان کے بعد خرید و فروخت

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا نُودِىَ لِلصَّلَوٰةِ مِن يَوْمِ ٱلْجُمُعَةِ فَٱسْعَوْاْ إِلَىٰ ذِكْرِ ٱللَّهِ وَذَرُواْ ٱلْبَيْعَ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٩﴾

اے ایمان والو! جب جمعہ کے روز نماز کے واسطے آذان دی جائے تو اللہ کو یاد کرنے کے لیے دوڑو اور کاروبار تجارت کو چھوڑ دو یہ بات تمہارے لیے مفید ہے اگر تم سمجھو۔

بعض تاجر جمعہ کی دوسری آذان کے بعد بھی اپنی دوکانوں یا مسجدوں کے سامنے لگائے ہوئے سٹالوں پر کاروبار جاری رکھتے ہیں۔ حالانکہ یہ حرام اور ناجائز ہے۔ اور جو لوگ ان سے اشیا خواہ مسواک ہی خریدتے ہیں۔ وہ بھی ان کے ساتھ شریک گناہ ہوتے ہیں۔ ایسی خرید و فروخت باطل ہے۔ بعض ہوٹلوں اور بیکریوں کے مالک اپنے ملازموں کو نماز جمعہ کے وقت بھی کام کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ اور ان لوگوں کے کاروبار میں ظاہری طور پر کوئی (منفعت) بھی نظر آئے تو اس کی کوئی وُقعت نہیں کیونکہ حقیقت میں یہ خسارہ ہی خسارہ ہے ملازم اور مزدور کو بھی اس تعلیم نبویؐ پر عمل پیرا رہنا چاہئے کہ (لاطاعة لبشر فی معصیته اللّٰه)(٧٦) اللہ کی نافرمانی میں کسی بشر کی اطاعت کرنا جائز نہیں ہے۔

[احسن الحدیث فی الصحیحین (ز)]

(٧٦) رواه الإمام أحمد ١/١٢٩ وقال أحمد شاكر إسناده صحيح رقم ١٠٦٥ .

جوا بازی

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِنَّمَا ٱلْخَمْرُ وَٱلْمَيْسِرُ وَٱلْأَنصَابُ وَٱلْأَزْلَـٰمُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ ٱلشَّيْطَـٰنِ فَٱجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٩٠﴾

شراب پینا' جوا کھیلنا' بت پوجنا اور پانسے پھینکنا بلاشبہ ناپاک شیطانی کام ہیں۔ ان سے تم اجتناب کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

✪--- اھل جاہلیت جوا کے دلدادہ اور عادی تھے۔ اور اس کی کئی شکلیں ان میں متعارف تھیں۔ لیکن سب سے زیادہ شہرت جس صورت کو ملی۔ وہ یہ تھی کہ دس افراد ایک اونٹ میں برابر کے حصہ دار ہوتے۔ پھر قرعہ اندازی کرتے جس کے نتیجے میں تین افراد بالکل محروم ہو جاتے۔ اور باقی سات افراد اپنے حصے اونٹ میں سے وصول کر لیتے۔

✪--- موجودہ دور میں جوئے کی جو مختلف صورتیں رائج ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

✪--- (یانصیب) کے نام سے جوئے کی ایک معروف قسم پائی جاتی ہے۔ جس کی متعدد شکلیں ہیں۔ مثلاً" نمبر خریدے جاتے ہیں۔ پھر قرعہ اندازی کی جاتی ہے۔ بعد ازیں اول دوم سوم وغیرہ کو انعامات دیئے جاتے ہیں۔ باقی شرکاء بالکل محروم رہ جاتے ہیں۔ یہ قطعاً" حرام ہے خواہ اس کو جوئے کی بجائے (رفاہ عامہ) یا (ریلیف) کا نام دے دیا جائے۔

✪--- سودا سلف خریدتے وقت اس میں کوئی نامعلوم گفٹ رکھا جاتا ہے یا خریداری کے وقت ٹوکن یا ٹکٹ نمبر دیا جاتا ہے۔ اور پھر قرعہ اندازی کر کے انعامات کے مستحقین کا اعلان کیا جاتا ہے۔

✪--- انسانی زندگی' گاڑیوں' اور سامان تجارت کی بیمہ پالیسی اور

انشورنس بھی جواء کی ایک قسم ہے۔
تلف یا ضائع ہونے اسی طرح آتشزدگی کی صورت میں انشورنس کمپنیاں معاوضہ ادا کرنے کی پابند ہوتی ہیں۔ حتی کہ بعض گلوکار اپنی آواز کی بیمہ پالیسی کرالیتے ہیں۔ یہ سب جوئے کی شکلیں ہیں۔ جو شریعت میں قطعاً" حرام ہیں۔ (۷۷)

✪--- موجودہ دور میں باقاعدہ جوئے کی کلبیں قائم ہوچکی ہیں۔

✪--- آج کل جوئے کی ایک نئی قسم گرین ٹیبل کے نام سے مشہور ہے۔

✪--- کھیلوں میں ٹیموں کی ہار جیت پر شرطیں لگائی جاتی ہیں۔ یہ بھی جوئے کی شکل ہے۔

✪ اب تو بعض سٹیڈیم اور گراؤنڈوں میں فلیرز جیسی جوئے پر مشتمل کھیلیں رواج پذیر ہیں۔

مقابلہ بازی اور میچ

میچ کی تین اقسام ہیں۔

(ا) جن کا مقصد شرعی طور پر درست ہو۔ ایسے میچ اور مقابلے انعام اور بغیر انعام کے منعقد کرنے جائز ہیں۔ مثلاً" نیزہ بازی' اونٹوں اور گھوڑوں کی دوڑ۔ قرأت و تجوید' حفظ و ضبط اور دیگر دینی معلومات میں طلباء کو رغبت دلانے کے لئے انعامی مقابلے منعقد کرنا جائز ہے۔

---

(۷۷) عن حکم التأمین والبدیل الإسلامي له تراجع الأعداد ۱۷، ۱۹، ۲۰ من مجلة البحوث الإسلامية الصادرة عن الرئاسة العامة لإدارات البحوث العلمية.

(۲) جو فی نفسہ مباح ہیں ان کو بلا انعام منعقد کرنا جائز ہے مثلاً" فٹ بال اور تیراکی وغیرہ کے مقابلے بشرطیکہ ان میں نمازوں کو ضائع نہ کیا جائے اور دیگر حرام امور سے اجتناب کیا جائے اور لباس میں ستر کا خیال رکھا جائے۔

(۳) اور جو مقابلے فی نفسہ حرام ہیں یا حرام کا سبب بن سکتے ہیں مثلاً" مقابلہ حسن باکسنگ (کیونکہ چہرے پر مارنا حرام ہے) مرغوں' بٹیوں' کتوں' ریچھوں اور دیگر جانوروں کی لڑائی کرانا۔

چوری

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَٱلسَّارِقُ وَٱلسَّارِقَةُ فَٱقْطَعُوٓا۟
أَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَٰلًا مِّنَ ٱللَّهِ ۗ وَٱللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٣٨﴾

اور چور مرد ہو تو' عورت ہو تو دونوں کے ہاتھ کاٹ دو ان کے اس فعل کے بدلے میں۔ یہ اللہ کی طرف سے بطور سزا کے ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

واضح ہو کہ سب سے بدترین چور وہ ہے جو بیت اللہ شریف کے حجاج کرام اور عمرہ کرنے والوں کی چوری کرتا ہے کیونکہ وہ بدبخت بیت اللہ الحرام کے پڑوس میں اس جرم کا ارتکاب کرتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف کے واقعہ میں فرمایا۔

"لقد جئ بالنار وذلكم حين رايتموني تاخرت مخافة ان يصيبني من لفحها' وحتى رايت فيها صاحب المحجن يجر قصبه (امعاءه) في النار' كان يسرق الحاج بمحجنه'(۷۸)

---

(۷۸) عصا معقوفة الطرف .

فان فطن له قال: تعلق بمحجنی، وان غفل عنه ذهب به"(۷۹)

میرے سامنے جہنم کی آگ دکھائی گئی۔ جب تم نے مجھے پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا۔ کہ مبادا اس کی لپیٹ میرے قریب آئے۔ تو میں نے اس آگ میں کھونٹی (ٹیڑھے منہ کی چھڑی) والے کو دیکھا کہ وہ جہنم میں اپنی انتڑیوں کو گھسیٹ رہا تھا جو اپنی کھونٹی کے ساتھ حاجیوں کا سامان چوری کرتا ہے۔ اگر مالک آگاہ ہو جاتا تو کہتا کہ یہ سامان میری کھونٹی کے ساتھ اٹک گیا اور اگر حاجی غافل رہتا۔ تو یہ سامان لے کر رفوچکر ہو جاتا۔

✪۔۔۔ اموال عامہ کی چوری بھی بدترین جرم ہے اس کے مرتکب یہ کہتے ہیں کہ دوسرے لوگ بھی اس مال کو اڑاتے ہیں اسی طرح ہم بھی اسکو چرا تے ہیں شاید وہ اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ ان کا یہ جرم تمام مسلمانوں کے مال کو چوری کرنے کے مترادف ہے کیونکہ اموال عامہ تمام مسلمانوں کی ملکیت ہیں۔ خشیت الٰہی سے بیگانہ بدمعاشوں کی کرتوتوں کو اپنے لئے نمونہ بنانا مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔

✪۔۔۔ بعض لوگ غیر مسلموں کا مال اس دلیل کے ساتھ چراتے ہیں کہ وہ کافر ہیں کیونکہ جن کافروں کا مال سلب کرنا جائز ہے وہ صرف ایسے کافر ہیں جو مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرتے ہیں جبکہ عام غیر مسلموں کی کمپنیاں، کارخانے، فیکٹریاں اور دکانیں وغیرہ اس زمرے میں شامل نہیں ہیں۔

✪۔۔۔ جیب تراشی بھی چوری کی قسم ہے۔

✪۔۔۔ بعض چور ایسے ہوتے ہیں جو مہمان بنکر گھروں میں آتے ہیں اور مال چرا کر اپنی راہ لیتے ہیں۔

---

(۷۹) رواہ مسلم رقم ۹۰٤.

✪۔۔۔۔ بعض لوگ اپنے مہمان کے بیگوں سے چوری کر لیتے ہیں۔

✪۔۔۔۔ بعض لوگ شاپنگ سنٹروں میں سے اپنی جیبوں میں یا کپڑوں کے نیچے چیزیں چھپا کر چرالیتے ہیں جیسا کہ بعض عورتوں کا یہ وطیرہ ہوتا ہے۔

✪۔۔۔۔ بعض لوگ معمولی اور تھوڑی چیزوں کی چوری کو معمولی سمجھتے ہیں حالانکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

"لعن الله السارق يسرق البيضة فتقطع يده ويسرق الحبل فتقطع يده" (٨٠)

اس چوری پر اللہ کی لعنت ہو انڈہ چوری کرتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے اور وہ اس چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔

جس فرد نے کوئی چیز چرائی ہو اس پر واجب ہے کہ وہ اللہ تعالٰی کے حضور صدق دل سے توبہ کرے اور اصل مالک کو خفیہ طور پر یا اعلانیہ طور پر یا کسی کے ذریعے وہ چیز واپس لوٹا دے اور اگر اصل مالک یا اس کے ورثاء کو چیز لوٹانے میں پوری کوشش کے باوجود کامیاب نہ ہو سکے تو پھر اس نیت کے ساتھ اس چیز کو خیرات کردے کہ اس کا ثواب اس کے اصل مالک کو پہنچے۔

رشوت لینا اور دینا

حق دبانے یا ناجائز فیصلہ کرانے کیلئے قاضی وغیرہ کو رشوت دینا بہت بڑا جرم ہے کیونکہ اس کا نتیجہ ظلم اور زیادتی ہے۔ اصل مالک کو اس کے حق سے محروم کرکے معاشرے میں فتنہ و فساد برپا کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالٰی کا ارشاد

---

(٨٠) رواه البخاري انظر فتح الباري ١٢/ ٨١.

گرامی ہے۔

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٨٨﴾

اور آپس میں ناحق ایک دوسرے کے مال نہ کھاؤ اور نہ مال کو حکام تک اس نیت سے پہنچاؤ کہ لوگوں کے مال میں سے کچھ ناجائز طریقوں سے کھا جاؤ حالانکہ تم جانتے ہو کہ اس طرح ناجائز باتیں جائز نہیں ہو جاتیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

لعن اللہ الراشی والمرتشی فی الحکم (۸۱)

مقدمات میں رشوت دینے اور لینے والے پر اللہ کی لعنت ہو۔

اگر رشوت کے بغیر اپنا حق لینا یا اپنے آپ کو ظلم و زیادتی سے بچانا ممکن نہ ہو تو پھر انسان اس وعید میں داخل نہیں ہے۔

موجودہ دور میں رشوت کی وباء خطرناک حد تک پھیل چکی ہے اور بعض بیوروکریٹس کی بڑی کمائی کا ذریعہ ہی رشوت ستانی بن چکا ہے۔ بغیر رشوت کے کام کروانا مشکل ہو چکا ہے جس کا زیادہ تر نقصان غریب اور پسماندہ طبقوں کو ہو رہا ہے۔ جو شخص رشوت پیش کر دیتا ہے اس کا کام فوراً بہتر انداز میں کر دیا جاتا ہے اور جو رشوت نہیں دیتا اس کا کام لیٹ کر دیا جاتا ہے۔ یا ویسے ہی بگاڑ دیا جاتا ہے۔ رشوت دینے والے بعد میں آ کر پہلے کام کرا کے فارغ ہو جاتے ہیں۔ رشوت کی وجہ سے مزدوروں کا حق

(۸۱) رواہ الإمام أحمد ۲/۳۸۷ وهو في صحيح الجامع ۵۰٦۹.

کمپنیوں کے نمائندوں اورایجنٹوں کی جیبوں میں چلا جاتا ہے انہیں تلخ حقائق کی بنا پر اس جرم کے مرتکبین کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا دیتے ہوئے فرمایا

ولعنة الله علی الراشی والمرتشی (۸۲)

رشوت دینے اور لینے والے پر اللہ کی لعنت ہو۔

زمین پر غاصبانہ قبضہ

خشیت الٰہی سے عاری انسان کی شان و شوکت اور قوت و طاقت اس کیلئے باعث وبال بن جاتی ہے جس کو وہ ظلم و زیادتی اور شرو فساد میں استعمال کرتا ہے۔ دوسروں کی جائیداد اور زمینوں پر غاصبانہ قبضہ کرلیتا ہے حالانکہ شریعت مطہرہ میں اس کی سزا نہایت شدید بیان کی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث نبوی مروی ہے کہ

ومن اخذ من الارض شیاء بغیر حقه خسف به یوم القیامة الی سبع ارضین، (۸۳)

جس شخص نے کسی کی زمین میں سے ظلماً" چھین لی تو اس کو قیامت کے دن سات زمینوں تک دھنسا دیا جائے گا۔

حضرت ۔علی بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمان نبویؐ روایت کرتے ہیں کہ

ایما رجل ظلم شبرا من الارض کلفه الله ان یحفره (فی الطبرانی یحضره) حتی آخر سبع ارضین ثم یطوقه یوم

---

(۸۲) رواه ابن ماجة ۲۳۱۳ وهو في صحيح الجامع ۵۱۱۴.

(۸۳) رواه البخاري انظر الفتح ۱۰۳/۵.

القیامۃ حتی یقضی بین الناس (۸۴)

جس آدمی نے ایک بالشت برابر زمین ظلم کے ذریعے حاصل کی اللہ تعالیٰ اس کو روز قیامت سات زمینیں نیچے تک کھودنے کا پابند کرے گا۔ پھر اس کو (وہی زمین کا ٹکڑا) بطور طوق تمام لوگوں کے درمیان فیصلہ ہونے تک پہنایا جائے گا۔

✪ زمین کی حد بندیوں کو مٹانا اور دوسروں کی زمین اپنی زمین میں شامل کرنا اسی جرم کی ایک شکل ہے جس کے بارے میں رسول اللہؐ نے فرمایا

لعن اللہ من غیر منار الارض (۸۵)

جو شخص زمین کی حدود کو تبدیل کرے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

سفارش کے عوض تحفہ قبول کرنا

معاشرے میں انسان کی قدر و منزلت کا ہونا اللہ تعالیٰ کا انعام ہوتا ہے بشرطیکہ انسان اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہو اور سوسائٹی میں اپنی قدرو منزلت سے مسلمانوں کو فائدہ اور نفع پہنچائے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلیفعل (۸۶)

تم میں سے اگر کوئی اپنے بھائی کو نفع پہنچانے کی استطاعت رکھتا ہو تو اسے ایسا ضرور کرنا چاہیے۔

جو مسلمان اپنی قدر و منزلت اور عزت و وجاہت کے ذریعے اپنے

---

(٨٤) رواه الطبراني في الكبير ٢٢ / ٢٧٠ وهو في صحيح الجامع ٢٧١٩

(٨٥) رواه مسلم بشرح النووي ١٣ / ١٤١ .

(٨٦) رواه مسلم ٤ / ١٧٢٦ .

مسلمان بھائی کو بھلائی پہنچائے یا اس کو ظلم و زیادتی سے بچائے تو وہ اللہ تعالیٰ سے ضرور اس کا اجر و ثواب پائے گا۔ بشرطیکہ اس کی نیت میں خلوص ہو اور اس نے اس ضمن میں کسی حرام کام کا ارتکاب نہ کیا ہو اور کسی دوسرے انسان کی حق تلفی نہ کی ہو۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اقدس ہے۔

اشفعوا تو جروا (۸۷)

سفارش کرو اجر پاؤ گے

سفارش کے بدلہ میں کوئی معاوضہ لینا شریعت مطہرہ میں جائز نہیں ہے۔ جس کی دلیل حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث نبویؐ ہے۔

من شفع لا حد شفاعة فاهدى له بدية (عليها) فقبلها (منه) فقداتى بابا عظيما من ابواب الربا (۸۸)

جس شخص نے کسی کی سفارش کی اور اس کو بدلے میں کوئی ہدیہ دیا گیا اور اس نے قبول کرلیا تو گویا وہ سود کے دروازوں میں سے ایک بڑے دروازے کو جا پہنچا۔

بعض لوگ اپنے اثر و رسوخ کی بنا پر لوگوں کو نوکریاں دلوا دیتے ہیں یا انکی ٹرانسفر کرا دیتے ہیں یا سرکاری اخراجات پر ان کا علاج کرا دیتے ہیں اور پھر بطور معاوضہ مشروط یا غیر مشروط مالی مفادات قبول کرتے ہیں۔ مذکورہ

---

(۸۷) رواه أبو داود ۵۱۳۲ والحديث في الصحيحين فتح الباري ۱۰/ ۴۵۰ كتاب الأدب باب تعاون المؤمنين بعضهم بعضا.

(۸۸) رواه الإمام أحمد ۵/ ۲۶۱ وهو في صحيح الجامع ۶۲۹۲.

حدیث شریف کی بنا پر یہ قطعاً" حرام ہے۔ (۸۹)

✪ بھلائی اور خیر کا کام انجام دینے والا اپنا اجر روز قیامت اللہ تعالیٰ سے پائے گا۔ حضرت حسن بن سہل کے پاس ایک آدمی اپنے کسی کام کے سلسلے میں سفارش کرانے حاضرہوا۔ آپ کی سفارش سے اس کا کام ہوگیا تو وہ آپ کا شکریہ ادا کرنے لگا تو حضرت حسن بن سہل نے فرمایا آپ ہمارا کس بات پر شکریہ ادا کررہے ہیں۔ حالانکہ مال کی طرح وجاہت کی بھی زکواۃ ہوتی ہے۔ (۹۰)

✪ یہاں ایک فرق کو واضح کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اثرو رسوخ کی بنا پر سفارش کرکے معاوضہ لینا حرام ہے جبکہ کسی معاملے اور مسئلے کے حل اور پیروی کیلئے اگر کسی شخص کو معاوضہ پر ذمہ داری سونپ دی جائے تو یہ جائز ہوگا بشرطیکہ ذمہ داری سونپنے اور اجرت طے کرنے میں شرعی شرائط کو ملحوظ رکھا گیا ہو۔

مزدور سے پورا کام لیکر اجرت ادا نہ کرنا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدور کی اجرت فوراً" ادا کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا۔

اعطوا الاجیر اجره قبل ان یجف عرقه (۹۱)

مزدور کی اجرت اس کا پسینہ خشک ہونے سے قبل ادا کرو۔

---

(۸۹) من إفادات الشيخ عبدالعزيز بن باز مشافهة.

(۹۰) الآداب الشرعية لابن مفلح ۲/۱۷٦.

(۹۱) رواه ابن ماجة ۲/۸۱۷ وهو في صحيح الجامع ۱٤۹۳. [الصواب أن يذكر بصيغة التعريض لأن فيه ضعفا (ز)].

افسوس صد افسوس آج مسلمان جن معاشرتی مظالم میں ملوث پائے جاتے ہیں ان میں مزدوروں' ملازموں اور ورکروں کے حقوق کی عدم ادائیگی بھی ہے۔ جس کی چند ایک صورتیں درج ذیل ہیں۔

- ظالم شخص کلی طور پر ہی مزدور اور ملازم وغیرہ کے حق کا انکار کر دے اور اس بیچارے کے پاس اپنا حق ثابت کرنے کیلئے کوئی دلیل بھی موجود نہ ہو۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ وہ دنیا میں تو اپنے حق سے محروم رہ سکتا ہے لیکن روز قیامت کو اللہ احکم الحاکمین کی عدالت میں اس کا حق ضائع اور برباد نہیں ہوگا بلکہ ظالم کی نیکیاں اللہ تعالیٰ مظلوم کو عطا کر دے گا اور نیکیاں نہ ہونے کی صورت میں مظلوم کے گناہ ظالم کے کھاتے میں ڈال کر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

- ظلم کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ مزدور اور ملازم سے مکمل کام لینے کے بعد ظالم انسان اس کی اجرت مکمل ادا نہیں کرتا بلکہ اس کے معاوضے میں کمی اور نقص کر دیتا ہے۔ اس سلسلے میں فرمان باری تعالیٰ ہے

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ﴿١﴾

کم دینے والوں کے لئے بڑی خرابی ہے۔

جس طرح بعض کاروباری لوگ دوسرے ممالک سے تنخواہ وغیرہ طے کرکے لیبر کو لاتے ہیں اور جب وہ اپنے ممالک کو خیر آباد کہہ کر ان کے ہاں پہنچ کر اپنی ڈیوٹی سنبھال لیتے ہیں تو ظالم لوگ طے شدہ معاہدے کو تبدیل کرکے ان کا مشاہرہ کم کر دیتے ہیں اور وہ بیچارے مظلوم بادل نخواستہ کام پر لگے رہتے ہیں کیونکہ وہ کسی محکمے میں اپنے حقوق کو ثابت بھی نہیں کر سکتے اور وہ اپنا شکوہ اور مقدمہ صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے ہی پیش کرتے ہیں۔

یاد رکھو کہ اگر ظلم و زیادتی کرنے والا مسلمان ہو اور مظلوم ورکر کافر ہی کیوں نہ ہو تب بھی یہ طرز عمل بالکل حرام ہے بلکہ ایسے مسلمان کا ظالمانہ کردار اس غیر مسلم کو دین اسلام سے متنفر کردے گا اور اس کو اللہ کے راستے سے دور کردے گا۔ بالآخر یہ گناہ بھی اسی ظالم نام نہاد مسلمان کے سر پر ہوگا۔

✪ لیبر پر ظلم کی ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ طے شدہ ذمہ داری سے زیادہ بوجھ ڈال دیا جائے یا مقررہ وقت سے زیادہ کام کرنے کا پابند کردیا جائے اور اوور ٹائم کا معاوضہ بھی ادا نہ کیا جائے۔

اسی طرح لیبر کی اجرت ادا کرنے میں جان بوجھ کر تاخیر کی جائے اور بڑی تگ و دو اور مقدمہ بازی کے بعد مزدور اپنے حقوق حاصل کر سکیں۔ اس تاخیر سے آجر کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مزدور تھک ہار کر اپنے حقوق سے دستبردار ہوجائے گا۔ یا وہ ظالم آجر مزدور کی رقم کو تجارت میں لگا کر منفعت حاصل کرتا رہتا ہے جبکہ بے چارہ مزدور نان جویں کو ترستا رہتا ہے اور اپنے اہل خانہ کو ضروریات زندگی کیلئے رقم فراہم کرنے سے عاجز ہوجاتا ہے کہ جس کی خاطر وہ ان کی فراقت اور جدائی کو بھی برداشت کرتا ہے۔ بلا شبہ ایسے ظالم روز قیامت کو تباہ و برباد ہوجائیں گے اور ان کو دردناک عذاب میں دھکیل دیا جائے گا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کا فرمان روایت کرتے ہیں کہ

ثلاثة انا خصمهم يوم القيامة رجل اعطى بى ثم غدر' ورجل باع حرا واكل ثمنه' ورجل استاجر اجيرا" فاستوفى منه ولم يعطه اجره (۹۲)

---

(۹۲) رواه البخاري انظر فتح الباري ٤/٤٧

تین آدمیوں کی طرف سے روز قیامت کو میں خود جھگڑا کروں گا۔ ایک تو اس شخص سے جس نے میرے نام پر عہد کیا اور پھر توڑ ڈالا۔ دوسرے اس شخص سے جس نے کسی آزاد انسان کو بیچ ڈالا اور اس کی قیمت کھا گیا اور تیسرے اس شخص سے جس نے مزدوری پر مزدور لگایا اس سے مکمل کام کرا لیا پھر اس کی اجرت ادا نہ کی۔

اولاد کو عطیہ دیتے وقت ان کے درمیان بے انصافی کرنا

بعض لوگ اپنی اولاد کے درمیان بے انصافی کرتے ہیں۔ بعض بچوں کو مختلف تحائف دیتے ہیں جبکہ بعض کو محروم رکھتے ہیں۔ بلا شبہ یہ طرز عمل حرام ہے۔ہاں اگر ایسا کرنے کا شرعی جواز موجود ہو تو پھر کوئی حرج نہیں مثلاً بیمار، مقروض، بے روزگار، طالب علم اور کثیر العیال اولاد کو دوسری اولاد سے زیادہ مالی سپورٹ کر سکتا ہے بشرطیکہ باپ کی نیت ہو کہ اگر دوسرے کسی بچے میں ایسا شرعی سبب ہو تو وہ اس کے ساتھ بھی اس طرح تعاون کرے گا (۹۳) اس ضمن میں ارشاد رب العالمین ہے۔

اعدلوا ہو اقرب للتقوی واتقوا اللہ

عدل کرو یہ تقوی کے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔

اس ضمن میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی حدیث نبویؐ خاص اہمیت رکھتی ہے کہ

وانی نحلت ابنی ھذا غلاما (۹٤) فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکل ولدک نحلتہ مثلہ؟ فقال لا فقال رسول اللہ، صلی

---

(۹۳) وعلی وجہ العموم یباح من ھذا کان من باب نفقۃ لعجز الولد و قدرۃ الوالد (ن)]

(۹٤) اي وهبته عبدا كان عندي .

الله علیه وسلم فارجعه[95] وفی روایة فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم فاتقوا الله واعدلوا بین اولادکم' قال فرجع فرد عطیته[96] وفی روایة فلا تشهدنی اذن فانی لا اشهد علی جور (97)

کہ وہ اپنے والد گرامیؓ کی معیت میں بارگاہ رسالتؐ میں حاضر ہوئے اور ان کے والد نے عرض کی کہ میں نے اپنے بیٹے (نعمانؓ) کو ایک غلام بطور تحفہ دیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے اسی طرح تمام بیٹوں کو تحفہ دیا ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر اس تحفے کو واپس لے لو ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اولاد کے درمیان عدل کرو' چنانچہ انہوں نے اپنا تحفہ واپس لے لیا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ تب مجھے گواہ مت بناؤ میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔

امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ بیٹوں اور بیٹیوں کو تحائف وراثت کی طرح ۱/۲ کی بنیاد پر دینا انصاف ہے۔ (۹۸)

مختلف خاندانوں کے حالات کا مشاہدہ کرنے سے بعض ایسے باپ سامنے آئے ہیں جو تحائف دیتے وقت اولاد کے درمیان بے انصافی کرتے ہیں جو اولاد کی باہمی نفرت و کدورت اور بغض و کینہ کا سبب بنتے ہیں۔ ان

---

(۹۵) رواه البخاري انظر الفتح ۲۱۱/۵.

(۹۶) الفتح ۲۱۱/۵.

(۹۷) صحيح مسلم ۱۲٤۳/۳.

(۹۸) مسائل الإمام أحمد لأبي داود ۲۰٤ وقد حقق الإمام ابن القيم في حاشيته على أبي داود المسألة تحقيقًا بينًا.

کے اس طرز عمل کی وجہ اکثر نہایت مضحکہ خیز ہوتی ہے مثلاً ایک بیٹے کو تحفہ اس لئے دیتا ہے کہ وہ دودھیال سے مشابہت رکھتا ہے جبکہ ننھیال سے مشابہ دوسرے بیٹے کو محروم رکھتا ہے۔ اسی طرح ایک بیوی کی اولاد کو نوازتا ہے اس کے بچوں کو معیاری تعلیمی اداروں میں تعلیم دلواتا ہے جبکہ دوسری بیوی کی اولاد شفقت پدری اور توجہ و عنایت سے محروم رہتی ہے۔

ایسے بے انصاف باپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس طرز عمل کا وبال وہ خود بھی چکھے گا۔ کہ محروم رہنے والی اولاد بے انصاف باپ کے ساتھ بڑھاپے میں حسن سلوک نہیں کرتی۔ محسن انسانیت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

الیس یسرک ان یکونوا الیک فی البر سواء (۹۹)

کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ وہ (تمام اولاد) تیرے ساتھ حسن سلوک کرنے میں برابر اور یکساں ہوں عرض کیا جی ہاں! ضرور پسند ہے۔ آپؐ نے فرمایا تو اس وقت برابری کیوں نہیں کرتے۔

بلا ضرورت لوگوں سے مانگنا

حضرت سھل بن حنظیلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من سال وعنده مايغنيه فانما ليستكثرمن جمر جهنم قالوا وما الغنى الذى لا تنبغى معه المسالة قال قدر مايغديه ويعشيه (١٠٠)

(٩٩) رواه الإمام أحمد ٤/ ٢٦٩ وهو في صحيح مسلم رقم ١٦٢٣.

(١٠٠) رواه أبو داود ٢/ ٢٨١ وهو في صحيح الجامع ٦٢٨٠.

جس شخص کے پاس ضروریات زندگی بقدر کفایت موجود ہوں وہ پھر بھی مانگے تو وہ جہنم کے انگارے اکٹھے کرتا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی تو نگری کیا ہے جس کے ہوتے ہوئے مانگنا جائز نہیں؟ فرمایا جو انسان کو دن اور رات کے کھانے کیلئے کافی ہو۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ومن سال وله ما يغنيه جات يوم القيامة خدوشا اوكدوشافى وجهه (۱۰۱)

جو شخص تو نگر ہوتے ہوئے سوال کرے تو روز قیامت اس کا چہرہ نوچہ ہوا ہوگا۔

بعض لیچڑ قسم کے گداگر مساجد میں نمازیوں کے سامنے کھڑے ہوکر اپنی حاجات و ضروریات اور مشکلات و مسائل کا رونا روتے ہیں اور ان میں اکثر سراسر جھوٹے اور دھوکہ باز ہوتے ہیں جعلی میڈیکل سرٹیفکیٹ اور دیگر محکموں کی دستاویزات اٹھائے پھرتے ہیں اپنے افراد خانہ کو مختلف مساجد میں مانگنے کیلئے تقسیم کردیتے ہیں اور وہ مسجد مسجد میں گھوم پھر کر بھیک مانگنے کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں حالانکہ ضرورت مند نہیں ہوتے صرف مال جمع کرنا ان کا مطمع نظر ہوتا ہے اور ان کے خفیہ مال و دولت کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور ان کے مرنے کے بعد ہی ان کی پوشیدہ دولت بے نقاب ہوتی ہے۔

---

(۱۰۱) رواه الإمام أحمد ۱/۳۸۸ انظر صحيح الجامع ٦٢٥٥ . [وفي صحيح مسلم عن أبي هريرة رضي الله عنه مرفوعًا: «من سأل الناس أموالهم تكثرًا فإنما يسأل جمرًا فليستقل أو ليستكثر» (ز)]

اصل ضرورت مند اھل ثروت کی مدد اور تعاون سے اکثر محروم ہی رہتے ہیں کیونکہ وہ چمٹ کر سوال کرنا گوارہ ہی نہیں کرتے۔ ان کی شان بے نیازی کی وجہ سے لوگ ان کی ضروریات و حاجات سے نا آشنا ہی رہتے ہیں۔

واپس نہ کرنے کی نیت سے قرضہ لینا

اللہ تعالیٰ کے نزدیک حقوق العباد کی بڑی اہمیت ہے۔ حقوق اللہ میں کوتاہی توبہ استغفار سے معاف ہوجاتی ہے جبکہ حقوق العباد میں غلطی معاف تب ہوتی ہے جب ان کی ادائیگی دنیا میں ہی کردی جائے وگرنہ روز قیامت کو حقوق العباد کا فیصلہ درہم و دینار کی بجائے حسنات اور سیئات کی بنیاد پر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

إِنَّ ٱللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا۟ ٱلْأَمَـٰنَـٰتِ إِلَىٰٓ أَهْلِهَا ﴿٥٨﴾

اللہ حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کردیا کرو۔

معاشرے میں جو برائیاں پھیل چکی ہیں ان میں سے ایک قرضہ کی ادائیگی میں لاپرواہی برتنا ہے۔ بعض لوگ بلا ضرورت قرضہ اٹھا لیتے ہیں۔ بعض کوتاہ عقل لوگ اپنے ماحول میں دوسرے لوگوں کے ساتھ مقابلے کیلئے گاڑی کا نیا ماڈل بدلنا' گھر کا آرائشی سامان سال بسال تبدیل کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اور ایسے فضول کاموں کیلئے سر پر قرضے چڑھاتے ہیں۔ قسطوں پر چیزیں خریدتے ہیں۔ حالانکہ قسطوں کے اکثر و بیشتر کاروبار اسلامی تعلیمات کے منافی ہیں۔

قرضہ کی ادائیگی میں لاپرواہی تاخیر کا سبب بنتی ہے اور اس طرح بسا

اوقات قرض خواہ کا مال ضائع ہو جاتا ہے۔ محسن انسانیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ظالمانہ فعل کے انجام کو بیان کرتے ہوئے فرمایا

ومن اخذ اموال الناس يريد اداء ها ادى الله عنه ومن اخذ يريد اتلافها اتلفه الله (۱۰۲)

جو شخص لوگوں کے مال (بطور قرض) واپس ادا کرنے کی نیت سے لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے ادا کرا دیتا ہے اور جو اسے تلف کرنے کے ارادے سے لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو تباہ کر دیتا ہے۔

لوگ قرضہ کے متعلق لاپرواہی کو معمولی غلطی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ شہید کی فضیلت و عظمت کے باوجود اسے بھی قرضہ معاف نہیں ہوتا جیسا کہ ارشاد نبویؐ ہے۔

سبحان الله ماذا انزل الله من التشديد فى الدين والذى نفسى بيده لو ان رجلا قتل فى سبيل الله ثم احيى ثم قتل، ثم احيى ثم قتل و عليه دين مادخل الجنة حتى يقضى عنه دينه (۱۰۳)

سبحان اللہ اللہ تعالیٰ نے قرضہ کے متعلق کس قدر شدید حکم نازل فرمایا ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ایک آدمی اللہ کی راہ میں قتل کیا جائے پھر زندہ کیا جائے پھر قتل کیا جائے پھر زندہ کیا جائے پھر قتل کیا جائے اور وہ مقروض ہو تو جب تک اس کا قرضہ ادا نہ ہو جنت میں داخل نہ ہوگا۔

کیا اس فرمان نبویؐ کو سن لینے کے بعد بھی قرضے ہڑپ کرنیوالے اپنی

---

(۱۰۲) رواه البخاري انظر فتح الباري ٥/٥٤.

(۱۰۳) رواه النسائي انظر المجتبى ٧/٣١٤ وهو في صحيح الجامع ٣٥٩٤.

غلط روش سے باز نہیں آئیں گے؟

حرام کھانا

خشیت الٰہی سے بے بہرہ شخص قطعاً" اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ اس نے مال کہاں سے کمایا؟ اور کہاں خرچ کیا؟ بلکہ اس کا مطمع نظر محض اپنے بینک بیلنس میں اضافہ کرنا ہوتا ہے اس کیلئے چاہے اسے حرام اور ناجائز ذرائع ہی کیوں نہ استعمال کرنا پڑیں۔ چوری' رشوت' سود' جعلسازی' حرام دھندہ' گداگری' بیت المال میں خیانت و غبن' املاک خاصہ یا عامہ پر ناجائز قبضہ اور یتیم کا مال ہضم کر جانا حرام خوروں کے نزدیک معیوب فعل نہیں ہیں۔ وہ ناجائز دولت کھاتے پیتے اور پہنتے ہیں۔ گاڑیاں خریدتے ہیں' دیدہ زیب کوٹھیاں اور عالیشان بنگلے تعمیر کرتے ہیں۔ ریسٹ ہاؤس اور دفتروں کی آرائش و زیبائش کرتے ہیں۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ضمن میں شدید وعید فرمائی کہ

کل لحم نبت من سحت فالنار اولی به (۱۰۴)

جو گوشت حرام سے بنے آگ اس کی زیادہ حقدار ہے۔

روز قیامت دولت کے متعلق انسان سے باز پرس ہوگی کہ اس نے کہاں سے کمائی؟ اور کہاں پر خرچ کی؟ تب حرام خوروں کو ہلاکت و بربادی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ چنانچہ جس شخص کے پاس مال حرام ہو اس کو فوراً" اس سے گلو خلاصی کر لینی چاہئے۔ اگر کسی انسان کا حق ہے تو اس کو واپس لوٹا کر معافی کی درخواست بھی کرے۔ قبل اس کہ وہ دن آئے جب فیصلے درہم و دینار کی بجائے حسنات و سیئات کے ساتھ کئے جائیں گے۔

(۱۰٤) رواه الطبراني في الكبير ١٩/ ١٣٦ وهو في صحيح الجامع ٤٤٩٥.

شراب نوشی خواہ ایک قطرہ ہی کیوں نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۞

شراب پینا' جوا کھیلنا' بت پوجنا اور پانسے پھینکنا بلاشبہ ناپاک شیطانی کام ہیں سو ان سے تم اجتناب کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

شراب سے اجتناب کرنے کا حکم بصیغہ امر اس کی تحریم پر نہایت قوی دلیل ہے۔ شراب کو کفار کے بتوں کے ساتھ ہی ایک آیت کریمہ میں ذکر کرکے اس کی تحریم کی شدت کو مزید واضح کیا گیا ہے اور ان لوگوں کیلئے کوئی دلیل اور حجت باقی نہیں چھوڑی گئی۔ جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شراب نوشی سے اجتناب کرنے کا حکم تو دیا ہے مگر اس کو حرام قرار نہیں دیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ان علی اللہ عزو جل عهدا لمن یشرب المسکر ان یسقیه من طینة الخبال' قالوا' یا رسول اللہ وما طینة الخبال' قال عرق اهل النار او عصارة اهل النار (۱۰۵)

بے شک اللہ تعالیٰ کا اپنے آپ پر عہد ہے کہ وہ شراب نوش کو (طینتہ الخبال) پلائے گا صحابہ کرامؓ نے عرض کی اے اللہ کے رسولؐ (طینتہ الخبال) کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا (جواباً) فرمایا کہ جہنمیوں کا پسینہ یا پیپ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمان نبویؐ مروی ہے کہ

---

(۱۰۵) رواہ مسلم ۳/۱۵۸۷.

ومن مات مدمن خمر لقي الله وهو كعابد وثن (١٠٦)

جو شخص ہمیشہ شراب نوشی کرتا ہوا مر گیا وہ بت کے پوجاری کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ سے ملے گا۔

عصر حاضر میں شراب اور دیگر نشہ آور مشروبات کی بے شمار اقسام عربی اور عجمی متعدد ناموں کے ساتھ معرض وجود میں آچکی ہیں۔ جیسے البیرہ' الجعہ' الکحل' العرق' الفودکا' الشمبانیا وغیرہ

آہ صد آہ! آج امت مسلمہ میں وہ طبقہ پیدا ہو چکا ہے جن کی بابت ناطق وحی رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

لیشر بن ناس من امتی الخمر یسمونها بغیر اسمها (١٠٧)

میری امت میں سے کچھ لوگ شراب نوشی کریں گے اور اس کا نام (خمر) شراب کی بجائے کچھ اور رکھیں گے۔

جیسا کہ موجودہ دور میں ہو رہا ہے۔ کہ دھوکہ دینے کیلئے شراب کا نام مشروبات روحی وغیرہ رکھا جاتا ہے۔

يُخَٰدِعُونَ ٱللَّهَ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَمَا يَخۡدَعُونَ إِلَّآ أَنفُسَهُمۡ وَمَا يَشۡعُرُونَ ۝٩

وہ اپنے خیال میں اللہ اور مومنوں کو دھوکہ دیتے ہیں حالانکہ حقیقت میں وہ اپنے آپ ہی کو دھوکہ دیتے ہیں مگر وہ سمجھتے نہیں ہیں۔

شریعت مطہرہ نے شراب کے متعلق ایسا ضابطہ بنا دیا ہے کہ جس نے اس ضمن میں فریب کی جڑ کاٹ کر رکھ دی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ضابطہ یوں بیان فرمایا کہ

---

(١٠٦) رواه الطبراني ١٢/٤٥ وهو في صحيح الجامع ٦٥٢٥.

(١٠٧) رواه الإمام أحمد ٥/٣٤٢ وهو في صحيح الجامع ٥٤٥٣.

کل مسکر خمر و کل خمر حرام (۱۰۸)

ہر نشہ آور مشروب خمر (شراب) ہے اور ہر خمر (شراب) حرام ہے۔

ہر وہ مشروب جو عقل میں فتور پیدا کرے اس کی قلیل یا کثیر تعداد حرام ہے (۱۰۹) چاہے نام متعدد یا مختلف کیوں نہ ہوں۔ جب مسمی ایک ہی ہے تو اس کے متعلق شرعی حکم یہی ہے کہ وہ قطعاً حرام ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب نوشوں کو جو نصیحت فرمائی وہ درج ذیل ہے۔

من شرب الخمر وسکر لم تقبل له صلاة اربعین صباحا وان مات دخل النار، فان تاب تاب اللّٰه علیه، وان عاد فشرب فسکر لم تقبل له صلاة اربعین صباحا، فان مات دخل النار، فان تاب تاب اللّٰه علیه وان عاد فشرب فسکر لم تقبل له صلاة اربعین صباحا" فان مات دخل النار، فان تاب تاب اللّٰه علیه وان عاد کان حقا علی اللّٰه ان یسقیه من ردغة الخبال یوم القیامة قالوا یا رسول اللّٰه وما ردغة الخبال قال عصارة ابل النار (۱۱۰)

جس شخص کو شراب نوشی سے نشہ چڑھا، اس کی چالیس روز نماز قبول نہیں ہوتی۔ اور اگر (بغیر توبہ کئے) مر جائے تو جہنم میں داخل ہوگا۔ اور اگر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دیتا ہے۔ اور اگر دوبارہ شراب نوشی

---

(۱۰۸) رواه مسلم ۳/۱۵۸۷.

(۱۰۹) حدیث «ما أسکر کثیره فقلیله حرام» قد رواه أبو داود رقم ۳۶۸۱ وهو في صحیح أبي داود رقم ۳۱۲۸.

(۱۱۰) رواه ابن ماجة رقم ۳۳۷۷ وهو في صحیح الجامع ۶۳۱۳.

سے اس پر نشہ کی کیفیت طاری ہوجائے تو اس کی چالیس روز نماز قبول نہیں ہوتی۔ اور اگر (بغیر توبہ کئے مرجائے تو جہنمی ہوگا اور اگر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دیتا ہے۔ اور اگر سہ بار شراب نوشی سے نشہ کی حالت کو پہنچے تو اس کی چالیس روز کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ اگر (بغیر توبہ کئے) مرجائے تو دوزخی ہوگا اور اگر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دیتا ہے۔

اور اگر پھر اعادہ کرے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ پر عہد کر رکھا ہے کہ ایسے شخص کو روز قیامت (ردغہ الخبال) پلائے گا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی اے اللہ کے رسولؐ ردغہ الخبال کیا ہے؟ آپ نے جواباً فرمایا جہنمیوں کی پیپ۔

غور فرمائے کہ یہ ان بدبختوں کا انجام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے جو شراب نوشی کرتے ہیں۔ یا دیگر نشہ آور مشروب وغیرہ استعمال کرتے ہیں۔ تو ان بد نصیبوں کا انجام کیا ہوگا۔ جو منشیات کے پختہ عادی ہوتے ہیں جن کے اثرات شراب نوشی سے زیادہ گہرے اور دیرپا ہوتے ہیں۔

سونے اور چاندی کے برتنوں کا استعمال

بڑی مارکیٹوں میں شاید ہی کوئی برتن سٹور ایسا ہو جہاں مکمل سونے اور چاندی یا ان کے پالش شدہ برتن فروخت نہ ہوتے ہوں۔ امیر گھرانوں اور بڑے ہوٹلوں میں بھی ایسے برتن فخریہ طور پر استعمال کئے جاتے ہیں بلکہ لوگ تقریبات میں ایسے برتنوں کو نفیس تحفے اور قیمتی گفٹ کے طور پر ایک دوسرے کو پیش کرتے ہیں۔ بعض لوگ اپنے گھروں میں تو ایسے برتن

نہیں رکھتے لیکن دوسروں کی دعوت میں ان برتنوں کو استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے جبکہ شریعت مطہرہ میں مذکورہ تمام امور قطعاً حرام ہیں۔ سونے اور چاندی کے برتنوں کے استعمال کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شدید وعید فرمائی ہے جس کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے کہ

ان الذی یا کل اویشرب فی آنیة الفضة والذھب انما یجرجر فی بطنه نار جھنم(۱۱۱)

جو شخص سونے اور چاندی کے برتن میں خورد و نوش کرتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھڑکا رہا ہے۔ واضح ہو کہ یہ حکم نبویؐ سونے اور چاندی کی جملہ کراکری کو محیط ہے۔ مثلاً پلیٹیں' چمچے' چھریاں' کانٹے' ٹرے اور سوہن حلوے کے ڈبے وغیرہ۔

بعض لوگ سونے اور چاندی کے برتنوں کے متعلق کہتے ہیں کہ ہم ان کو استعمال نہیں کرتے بلکہ صرف شوکیس میں سجاتے ہیں۔ یہ بھی جائز نہیں ہے تاکہ ان کے استعمال کا دروازہ کھلنے کا اندیشہ بھی نہ رہے۔(۱۱۲)

جھوٹی گواہی

ارشاد باری تعالیٰ ہے

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ﴿٣٠﴾ حُنَفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ

سو چاہئے کہ تم بتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی باتوں سے احتراز کرو۔ خالص اللہ کے ہو رہو (اور) اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ

(۱۱۱) رواه مسلم ۳/۱۶۳۴ . (۱۱۲) من إفادات الشيخ عبدالعزيز بن باز مشافهة .

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہما اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا دو آنحالیکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے تو آپؐ نے فرمایا

الا انبئکم باکبر الکبائر ثلاثا الاشراک باللہ وعقوق الوالدین' وجلس وکان متکا فقال الا وقول الزور قال فما زال یکررھا حتی قلنالیتہ سکت (۱۲۳)

_کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں (تین بار فرمایا) (پھر فرمایا) اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا' والدین کی نافرمانی کرنا

راوی کا بیان ہے آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے کہ دفعتہ" سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ اور فرمایا آگاہ ہو جاؤ جھوٹی گواہی' راوی کہتے ہیں کہ آپؐ برابر یہی فرماتے رہے حتیٰ کہ ہم نے کہا کہ کاش آپؐ خاموش ہو جائیں۔

عداوت یا حسد جیسے عوامل کی بنا پر جھوٹی گواہی کا رواج لوگوں میں عام ہے اس وجہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار دھرا کر جھوٹی گواہی کے گناہ کو واضح کیا تاکہ لوگ اس سے بچیں۔ جھوٹی گواہی کے نتائج کس قدر بھیانک ہوتے ہیں۔ کتنے حقوق ضائع اور پامال ہوتے ہیں۔ کتنے بے گناہوں پر ظلم و ستم ہوتا ہے' کتنے لوگوں نے ناحق مفادات حاصل کیے۔ کتنے لوگوں نے حسب و نسب میں جھوٹی شہادت کی بنا پر جعلسازی کی۔ کہ الامان والحفیظ

بعض لوگ عدالتوں کے دروازے پر جھوٹی گواہیاں دینے کیلئے دستیاب ہوتے ہیں۔ جن سے ایسے معاملات میں گواہی لے جاتی ہے جس میں گواہی کا حقیقت حال سے مکمل باخبر ہونا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ جیسے

(۱۲۳) رواه البخاري انظر الفتح ۵/۲۶۱ .

جائیداد یا کسی کے کردار کے متعلق گواہی، مگر وہ جس کے حق میں گواہی دے رہے ہوتے ہیں اس کے ساتھ ان کی ملاقات عدالت کے دروازے پر ہی ہوتی ہے۔ ایسی گواہی سراسر جھوٹ اور گناہ ہے کیونکہ گواہی کا اس طرح ہونا ضروری ہے جیسے قرآن مجید میں مذکور ہے۔

(وما شهد نا الا بما علمنا) سورة یوسف ۶۹

اور ہم نے تو اپنے علم کے مطابق شہادت دی تھی۔

سازو موسیقی

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ومن الناس من يشترى لهو الحديث ليضل عن سبيل الله

اور بعض لوگوں میں سے وہ شخص ہے جو اللہ سے غافل کرنے والے افسانے مول لیتا ہے تاکہ اللہ کی راہ سے گمراہ کرے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر فرماتے تھے کہ مذکور آیت کریمہ (لھو الحدیث) سے مراد گانا ہے۔ (۱۱۴)

حضرت ابوعامر اور حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

وليكونن من امتى اقوام يستحلون الحر والحرير والخمر والمعازف (۱۱۵)

میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو ریشم، شراب اور آلات سازو موسیقی کو حلال قرار دیں گے۔

---

(١١٤) تفسير ابن كثير ٦/٣٣٣.

(١١٥) رواه البخاري انظر الفتح ١٠/٥١.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث نبویؐ روایت کرتے ہیں کہ

ولیکونن فی ھذہ الامة خسف وقذف ومسخ وذلک اذا شربوا الخمور واتخذوا القینات و ضربوا بالمعازف (۱۱۶)

ضرور ہوگا میری امت میں زمین میں دھنس جانا پتھروں کی بارش ہونا اور مسخ کیا جانا جب وہ شرابیں پئیں گے اور گلوکارہ عورتوں کے دلدادہ بن جائیں گے اور آلات موسیقی بجائیں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھول پیٹنے اور بانسری بجانے سے منع فرمایا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ اور دیگر آئمہ کرام نے آلات سازو موسیقی استعمال کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔ مثلاً سارنگی' ڈھول' ستار' بانسری' باجہ' جانجھ وغیرہ۔

واضح ہو کہ عصر حاضر میں سازو موسیقی کے جو نئے آلات ایجاد ہوئے ہیں مثلاً کمنجہ' قانون' اروج' پیانو' گیٹار وغیرہ کا استعمال بھی شرعاً" ممنوع اور حرام ہے کیونکہ ان کی تاثیر قدیم آلات سازو و موسیقی سے کہیں زیادہ ہے۔ جدید موسیقی سے بدقماش لوگوں پر بدمستی طاری ہوجاتی ہے اور اس کانشہ بسا اوقات شراب سے شدید تر ہوتا ہے۔ جیسا کہ امام ابن القیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے۔

✪ صاحب موسیقی کے ساتھ گلوکارہ لڑکیوں کی آواز بھی شامل ہوجائے تو گناہ دوگنا ہوجاتا ہے اور جب گیت عشقیہ نوعیت کے اور حسن و جمال کے ناجائز تذکرے پر مشتمل ہوں تو پھر گناہ سہ گناہ ہوجاتا ہے۔

---

(١١٦) انظر السلسلة الصحيحة ٢٢٠٣ وعزاه إلى ابن أبي الدنيا في ذم الملاهي والحديث رواه الترمذي رقم ٢٢١٢ .

- اہل علم کے نزدیک گلوکاری زنا اور بدکاری کی ڈاک ہے۔
- گلوکاری دل میں نفاق پیدا کرتی ہے۔
- موجودہ دور میں موسیقی اور گلوکاری مسلمانوں کیلئے بہت بڑی آزمائش ہے۔ آج ٹیلی فون، کمپیوٹر، گھڑیوں، گھنٹیوں اور کھلونوں میں بھی موسیقی بھر دی گئی ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

اس آزمائش میں سرخرو ہونے کیلئے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنے اور راہ استقامت و عزیمت اپنانے کی ضرورت ہے۔

غیبت

مجالس میں مسلمانوں کی غیبت سے لطف اندوز ہونا لوگوں کا وطیرہ بن چکا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے غیبت سے منع کیا ہے اور نہایت مکروہ صورت کے ساتھ غیبت کی تمثیل بیان کرکے بندوں کو اس سے نفرت دلائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن
يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ

اور تم میں سے کوئی ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرے کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کا معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا

اتدرون ما الغیبۃ؟ قالو اللہ و رسولہ اعلم، قال ذکرک اخاک بما یکرہ قیل، افرایت ان کان فی اخی ما اقول، قال ان کان

فیہ ما تقول فقد اغتبتہ وان لم یکن فیہ فقد بھتہ(۱۱۷)

جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کی اللہ اور اس کے رسولؐ ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا یہ کہ تم اپنے بھائی کا ذکر اس انداز سے کرو جو اس کو ناگوار ہو۔ عرض کیا گیا اگر اس میں وہ بات موجود ہو تو؟ فرمایا اگر وہ بات اس میں موجود ہو تو تم نے غیبت کی ورنہ تو تم نے اس پر بہتان لگایا۔

واضح ہوا کہ غیبت مسلمان کی کسی ایسی خامی کے تذکرے کو کہتے ہیں جو واقعتاً" اس میں پائی جائے مگروہ اس کے ذکر کو ناپسند کرے۔ خواہ اس خامی کا تعلق اس کے بدن' جسم اور شکل و صورت سے ہو۔ یا اس کی سیرت و کردار سے ہو۔ چاہے اس کے دینی یا دنیاوی معاملات سے ہو۔ اور یاد رہے کہ مسلمان کی کمزوری کو بطور عیب یا ازراہ تمسخر ذکر کرنا غیبت میں شامل ہے۔

لوگ غیبت کے معاملے میں نہایت لاپرواہی کا مظاہرہ کرتے ہیں باوجود یہ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک غیبت نہایت قبیح اور بدترین گناہ ہے جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

والربا اثنان وسبعون بابا ادنا ھا مثل اتیان الرجل امہ' وان اربی الربا استطالۃ الرجل فی عرض اخیہ (۱۱۸)

سود کے بہتر دروازے ہیں ان میں سے کم تر کی مثال آدمی کا اپنی ماں کے ساتھ بدکاری کا مرتکب ہوتا ہے اور سب سے بڑا سود جو ہے وہ آدمی کا اپنے بھائی کی عزت و ناموس کے متعلق ہرزہ سرائی کرنا ہے۔

---

(۱۱۷) رواہ مسلم ۲۰۰۱/٤ .

(۱۱۸) السلسلۃ الصحیحۃ ۱۸۷۱ .

جس مجلس میں غیبت ہو رہی ہو وہاں پر موجود مسلمان پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ حاضرین کو اس برائی سے روکے اور جس مسلمان کی غیبت ہو رہی ہو اس کا دفاع کرے اور اس پاکیزہ عمل کی رغبت دلاتے ہوئے رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من ردعن عرض اخیه رد الله عن وجهه النار یوم القیامه (۱۱۹)

جس شخص نے اپنے بھائی کی آبرو ریزی (غیبت سننے سے) اعراض کیا (اور دفاع کیا) اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کے چہرے سے آتش دوزخ کو دور ہٹائے گا۔

چغلی کھانا

لوگوں میں آتش حقد و عداوت بھڑکانے اور فتنہ و فساد برپا کرنے اور انکے باہمی تعلقات بگاڑنے کیلئے چغل خوری کرنا اور ایک کی بات سن کر دوسرے کو پہنچانا گھٹیا فعل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ﴿١٠﴾ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيمٍ ﴿١١﴾

اور کسی قسم کھانے والے ذلیل آدمی کی باتوں میں نہ آنا جو لوگوں پر عیب لگاتا اور چغلیاں کھاتا ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث نبویؐ روایت کرتے ہیں کہ

لا یدخل الجنة قتات (۱۲۰)

---

(۱۱۹) رواه أحمد ٦/ ٤٥٠ وهو في صحيح الجامع ٦٢٣٨.

(۱۲۰) رواه البخاري انظر الفتح ۱۰/ ٤٧٢

قتات جنت میں داخل نہ ہوگا

امام ابن اثیر لکھتے ہیں کہ

قتات اس شخص کو کہتے ہیں جو لوگوں کی باتیں ان کی بے خبری میں سن کر دوسروں کو چغلی کرے۔ (النہایۃ ۴/۲۱۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر سے گزرے تو ارشاد فرمایا

یعذبان' وما یعذبان' فی کبیر' ثم قال' بلی وفی روایة وانه لکبیر کان احدهما لا یستتر من بوله وکان الآخر یمشی بالنمیمة۔ (۱۲۱) (۱۲۲)

ان دونوں کو عذاب ہورہا ہے اور ان کو کسی بڑے گناہ کی پاداش میں عذاب نہیں دیا جارہا۔ کیوں نہیں ایک روایت میں ہے بلا شبہ وہ بڑے گناہ ہی ہیں ان دونوں میں سے ایک اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کیا کرتا تھا۔

شوہر اور اس کی بیوی میں فتنہ اور تفرقہ ڈالنے کی کوشش کرنا چغلی کی بدترین قسم ہے۔ اسی طرح بعض ملازمین اپنے قلیق کو نقصان پہنچانے کیلئے افسروں کے پاس چغلی کرتے ہیں یہ سب حرام کام ہیں۔

بلا اجازت لوگوں کے گھروں میں تانک جھانک

فرمان باری تعالیٰ ہے

یا ایها الذین امنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی

(۱۲۱) بستان.

(۱۲۲) رواه البخاري انظر فتح الباري ۱/۳۱۷.

تستانسوا وتسلموا علی اھلھا (سورہ النور ۲۷)
اے ایمان والو اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک کہ اجازت نہ لو اور گھر والوں کو سلام نہ کرلو۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کے گھروں میں داخلے کیلئے اجازت مانگنے کی حکمت یہ بیان فرمائی ہے۔
(انما جعل الاستیذان من اجل البصر) (۱۲۳) اجازت حاصل کرنے کا طریقہ تو دیکھنے سے روکنے ہی کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔
بلا اجازت اچانک داخل ہونے کی صورت میں مکینوں کے ستر پر نگاہ پڑھ سکتی ہے۔

✪۔۔۔۔ موجودہ دور میں مکانات اور عمارتیں ایک دوسری کے ساتھ پیوست اور ملی ہوئی ہیں۔ رہائش گاہوں کی کھڑکیاں اور دروازے ایک دوسرے کے بالمقابل ہوتے ہیں۔ بنابریں پڑوسیوں کا باہمی ایک دوسرے کے لئے منکشف ہونے کا زیادہ احتمال رہتا ہے۔ اور اکثر لوگ غض بصر (نگاہ پست) کے شرعی حکم پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔ بلکہ بعض بے شرم کھڑکیوں اور چھتوں کے اوپر سے پڑوسیوں کے گھروں میں تانک جھانک کرتے ہیں جو کہ سراسر خیانت ہے اور پڑوسی کی حرمت کو پامال کرنا ہے۔ درحقیقت یہ طرز عمل فعل حرام تک پہنچنے کا راستہ ہے۔ اور معاشرے میں اس کی وجہ سے بے حد فتنہ و فساد برپا ہے۔

✪۔۔۔۔ دوسروں کے گھروں میں تانک جھانک اسلام میں اتنا ناپسندیدہ عمل ہے کہ اس کے مرتکب کی آنکھ پھوڑنے کو شریعت میں مباح قرار دیا گیا ہے۔
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

---

(۱۲۳) رواہ البخاري انظر فتح الباري ۱۱/ ۲٤.

یفقؤوا عینه" (۱۲۴) و فی روایة "ففقؤوا عینه فلا دیة له ولا قصاص" (۱۲۵)

جس نے کسی کے گھر میں بلا اجازت جھانکا تو اس کی آنکھ پھوڑنا ان کے لئے جائز ہے۔ اور ایک روایت میں ہے۔

اگر وہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں۔ تو اس کی دیت ہے نہ قصاص

تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر دو ساتھیوں کا سرگوشی کرنا

تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر دو ساتھیوں کا سرگوشی کرنا ہماری مجلسی زندگی کی برائیوں میں سے ایک ہے۔ اور یہ ان شیطانی ہتھکنڈوں میں سے ہے جن کا مقصد مسلمانوں کے درمیان تفریق پیدا کرنا اور ایک دوسرے کے خلاف دل میں بغض اور کینہ ڈالنا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کی نہی اور حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

"اذا کنتم ثلاثة فلا یتناجی رجلان دون الاخر حتی تختلطوا بالناس اجل (۱۲۶) ان ذلک یحزنه" (۱۲۷)

جب تم تین آدمی ہو تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آپس میں سرگوشی نہ کریں ہاں اگر بہت سارے لوگوں میں گھل مل جاؤ (تو پھر کوئی مضائقہ نہیں) کیونکہ یہ (طرز عمل) تیسرے کو رنجیدہ کر دے گا۔

✪ --- اگر چار ہوں یا زیادہ اور ایک کو چھوڑ کر باقی افراد کا سرگوشی کرنا

---

(۱۲٤) رواه مسلم ۳/۱٦۹۹.

(۱۲٥) رواه الإمام أحمد ۲/۳۸٥ وهو في صحيح الجامع ٦۰۲۲

(۱۲٦) أي من أجل كما ورد في بعض الروايات.

(۱۲۷) رواه البخاري انظر فتح الباري ۱۱/۸۳.

منع ہے۔

✪ ۔۔۔ اگر تین ہوں اور دو آپس میں ایسی زبان میں گفتگو کریں جس کو تیسرا نہیں سمجھتا تو یہ بھی ممنوع ہے۔

✪ ۔۔۔ سرگوشی درحقیقت الگ کئے جانے والے فرد کی تحقیر ہے۔

کپڑوں کو ضرورت سے زیادہ لمبا چھوڑنا

بعض لوگوں کے کپڑے چلتے وقت زمین پر گھسٹتے آتے ہیں۔ اور وہ اس فعل کو معمولی خیال کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالٰی کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"ثلاثة لا یکلمهم الله یوم القیامة ولا ینظر الیهم ولا یزکیهم ولهم عذاب الیم : المسبل (وفی روایة ازاره) والمنان (وفی روایة : الذی لا یعطی شیاء الا منه) والمنفق سلعته بالحلف الکاذب" (۱۲۸)

تین قسم کے لوگوں کے ساتھ اللہ تعالٰی قیامت کے روز کلام نہیں فرمائے گا۔ اور نہ ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا۔ اور نہ ان کو گناہوں سے پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ کپڑا تکبر سے لٹکانے والا (ایک روایت میں ہے کہ ازار کو حد سے زیادہ لمبا کرنے والا)' اور احسان جتلانے والا (ایک روایت میں ہے کہ وہ شخص جو کوئی چیز دینے کے بعد اس کا احسان جتلائے) اور جھوٹی قسم کے ساتھ اپنا سودا

(۱۲۸) رواه مسلم ۱/ ۱۰۲.

فروخت کرنے والا

✪۔۔۔۔ جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں تکبر کی نیت سے کپڑا حد سے زیادہ نہیں لٹکاتا تو اس کا یہ عذر نامقبول ہے کیونکہ کپڑا حد سے زیادہ طویل رکھنے کی وعید عام ہے۔ تکبر کی نیت ہو یا نہ ہو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اقدس ہے۔

(ماتحت الکعبین من الازار ففی النار)(۱۲۹) ازار کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہے وہ جہنم میں ڈالا جائے گا (یعنی جسم کا وہ حصہ جس پر ازار کا وہ حصہ پڑا ہوا ہے۔

✪۔۔۔۔ اور اگر اظہار کبر و نخوت کے لئے لباس کو زمین تک چھوڑ دے تو اس کی سزا زیادہ شدید ہوگی جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(من جر ثوبه خيلاء لم ينظر الله اليه يوم القيامة(۱۳۰)

جو شخص تکبر سے اپنا کپڑا لٹکائے گا روز قیامت اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھے گا۔

کیونکہ اس نے دو حرام کاموں کو جمع کر دیا ہے۔ ایک کپڑا حد سے زیادہ لمبا کرنا اور دوسرا تکبر کرنا۔

✪۔۔۔۔ واضح ہو کہ اسبال (حد سے زیادہ کپڑا چھوڑنا) ہر لباس میں حرام ہے۔ جس کی دلیل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ۔

"الاسبال فی الازار والقمیص والعمامة من جر منها شیاء

---

(۱۲۹) رواه الإمام أحمد ٦/ ٢٥٤ وهو في صحيح الجامع ٥٥٧١.

(۱۳۰) رواه البخاري رقم ٣٤٦٥ ط. البغا.

خیلاء لم ینظر اللہ الیہ یوم القیامۃ" (۱۳۱)

اسبال' ازار' قمیض اور پگڑی میں ہے۔ جس شخص نے تکبر سے اپنا کپڑا لٹکایا روز قیامت اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھے گا۔

✪۔۔۔۔ عورت کے لئے' شریعت میں اجازت ہے کہ وہ ہوا وغیرہ سے کپڑے کا قدموں اور پنڈلیوں سے ہٹ جانے کے خدشے کے پیش نظر اپنے ازار وغیرہ کو ایک بالشت یا اس سے زیادہ لمبا کر سکتی ہے۔ لیکن بے جا تجاوز اس کے لئے بھی جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ بعض دلہنوں کا لباس ان کے قد سے کئی بالشت بلکہ کئی کئی میٹر لمبا ہوتا ہے۔ اور جب وہ چلتی ہیں تو کئی خواتین اس کا لہنگا پیچھے سے اٹھائے چلتی ہیں۔

مرد کا کسی انداز میں بھی سونا پہننا

حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ حدیث نبویؐ روایت کرتے ہیں کہ

احل لاناث امتی الحریر والذھب وحرم علی ذکورھا (۱۳۲)

میری امت کی عورتوں کے لئے ریشم اور سونا (پہننا) جائز کیا گیا ہے اور اس کے مردوں پر حرام۔

✪۔۔۔۔ مگر آہ صد آہ! آج مردوں کے استعمال کے لئے گولڈن مصنوعات سے مارکیٹیں اور بازار بھرے پڑے ہیں۔ سونے کی مردانہ گھڑیاں۔ چشمے۔ بٹن۔ قلم اور زنجیر سگریٹ لائٹر سرعام بکتے' خریدے اور استعمال کیئے جاتے ہیں۔ اور بعض مصنوعات خالص سونے کی بجائے دیگر دھاتوں سے تیار کی جاتیں ہیں پھر ان پر سونے کی پالش کردی جاتی ہے۔ یہ سب حرام اور ناجائز ہے۔

(۱۳۱) رواہ أبو داود ٤/ ۳۵۳ وھو في صحیح الجامع ۲۷۷۰ .

(۱۳۲) رواہ الإمام أحمد ٤/ ۳۹۳ انظر صحیح الجامع ۲۰۷ .

○---- بعض مقابلوں میں بطور انعام (سونے کی مردانہ گھڑی) دی جاتی ہے۔ جو واضح طور پر منکر اور برائی ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ' صلی اللہ علیہ وسلم' رای خاتما من ذھب فی ید رجل فنزعہ' فطرحہ' فقال :"یعمد احدکم الی جمرۃ من نار فیجعلھا فی یدہ؟ فقیل لرجل بعدما ذھب رسول اللہ' صلی اللہ علیہ وسلم' خذ خاتمک انتفع بہ قال : لا واللہ لا اخذہ ابدا" وقد طرحہ رسول اللہ' صلی اللہ علیہ وسلم" (۱۳۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپؐ نے نکال کر پھینک دی۔ اور فرمایا کہ تم چاہتے ہو کہ اپنے ہاتھ میں انگار رکھ لو؟ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد اس آدمی سے کہا گیا کہ تم اپنی انگوٹھی اٹھا لو اور اسے کام میں لے آؤ اس آدمی نے جواب دیا۔ نہیں! اللہ کی قسم! میں اس انگوٹھی کو کبھی بھی نہیں اٹھاؤں گا جبکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پھینک دیا ہے۔

عورتوں کا تنگ' چست اور باریک لباس پہننا

عصر حاضر میں دشمنان دین نے جدید طرز جنگ کے تحت مسلمان معاشرے میں نسوانی ملبوسات کے فیشنوں کی بھرمار کر دی ہے۔ اور اکثر لباس اتنے تنگ چست شفاف اور باریک ہوتے ہیں کہ وہ ستر کے تقاضے پورے نہیں کرتے۔ خواتین یا محرموں کے سامنے بھی ان کو پہننا قطعا"

(۱۳۳) رواہ مسلم ۳/۱۶۵۵.

حرام ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو باخبر کیا کہ آخری زمانے میں عورتوں کے نیم برہنہ لباس ظہور پذیر ہوں گے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔

"صنفان من اهل النار لم ارهما: قوم معهم سياط كاذناب البقر يضربون بها الناس، و نساء كاسيات عاريات مميلات مائلات رؤوسهن كاسنمة البخت المائلة، لا يدخلن الجنة ولا يجدن ريحها وان ريحها ليوجد من مسيرة كذا وكذا" (۱۳۴)

دو گروہ جہنمی ہیں۔ جنہیں میں نے دیکھا نہیں ہے۔ ایک وہ جن کے ساتھ گائے کی دم جیسے کوڑے ہوں گے۔ جنہیں وہ (ظالم حکمراں) لوگوں پر برسائیں گے۔ اور دوسری وہ عورتیں جو کپڑے پہن کر بھی برہنہ رہیں گی۔ وہ اپنی طرف مردوں کو مائل کریں گی اور خود مردوں کی طرف مائل ہوں گی ان کے سر اونٹ کے جھکتے ہوئے کوہان کی طرح ہوں گے۔ وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ اسکی خوشبو پاسکیں گی حالانکہ اس کی خوشبو دور دور تک پھیلی ہوئی ہوگی۔

✪۔۔۔ لیڈیز سکرٹ جن کی پچھلی طرف یا مختلف اطراف میں کٹ ہوتے ہیں۔ انہیں پہن کر عورت جب بیٹھتی ہے تو اس کے جسم کے وہ حصے بالکل برہنہ ہو جاتے ہیں، جن کا ڈھانپنا اور چھپانا اس پر فرض ہے۔ ایسے سکرٹ پہننا ناجائز ہیں۔ اور ان کو پہننے سے غیر مسلم عورتوں کی مشابہت بھی ہوتی ہے۔ جس کی شریعت میں قطعاً" گنجائش نہیں ہے۔

✪۔۔۔ لباس کے بعض ڈیزائن ایسے ہوتے ہیں جن میں بدترین تصویریں ہوتی ہیں۔ مثلاً" گلوکاروں۔ اداکاروں۔ موسیقاروں۔ یا کھلاڑیوں کی

---

(١٣٤) رواه مسلم ٣/ ١٦٨٠ والبخت هي الجمال طوال الأعناق.

تصویریں۔ یا صلیب کا نشان۔ یا عریانی و فحاشی کی دلدادہ تنظیموں کے مونو گرام ۔۔ یا عفت و عصمت اور اخلاق و شرافت کے منافی جملے جو اکثر اوقات اجنبی زبان میں درج ہوتے ہیں۔ اور پہننے والا اس کے مفہوم سے نابلد ہوتا ہے۔

وگ وغیرہ کا استعمال

مردوں یا عورتوں کا اپنے بال بڑھانے کے لئے دوسرے بال استعمال کرنا جائز نہیں ہے خواہ وہ بال انسانوں کے یا حیوانات کے ہوں یا مصنوعی ہوں۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کی اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میری بیٹی کی شادی ہے اور بیماری سے اس کے سر کے بال جھڑ گئے ہیں کیا میں دوسرے بال اس کے بالوں میں جوڑ دوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"لعن اللہ الواصلة والمستوصلة" (۱۳۵)

بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ۔

"زجر النبی' صلی اللہ علیہ وسلم' ان تصل المراة براسها شیئا" (۱۳۶)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو اپنے سر کے بالوں میں اضافے کے لئے کوئی چیز شامل کرنے سے منع فرمایا۔

---

(۱۳۵) رواہ مسلم ۳/۱۶۷۶.

(۱۳۶) رواہ مسلم ۳/۱۶۷۹.

✪ ـ ـ ـ ـ ـ موجودہ دور میں اس کام کے لئے باقاعدہ بیوٹی پارلر قائم ہو چکے ہیں۔ جہاں شرعی منکرات کی بھرمار ہوتی ہے۔ وگ کا استعمال بھی اسی قبیل سے ہے۔ جس کو یہ بدکردار اداکار اور فن کار ڈراموں اور فلموں میں پہنتے ہیں۔

لباس، گفتگو، وغیرہ میں مردوں اور عورتوں کا ایک دوسرے سے مشابہت کرنا

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے جو فطرت سلیمہ پسند کی ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ مرد اپنی مردانگی وجاہت اور عورت اپنی نفسانی نزاکت کی محافظت کرے۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو تخلیق فرمایا ہے۔ اور یہ انسانی زندگی کی بقاء اور قیام کے بنیادی اسباب میں سے ہے۔ جبکہ مردوں کی عورتوں کے ساتھ اور عورتوں کی مردوں کے ساتھ مشابہت کرنا فطرت کیخلاف ورزی کرنا۔ فتنہ و فساد کا دروازہ کھولنا اور معاشرے میں بے راہ روی کو فروغ دینا ہے۔ شریعت مطہرہ میں صنف مخالف کی مشابہت کرنا قطعاً" حرام ہے۔ قرآنی آیت یا حدیث نبویؐ میں کسی عمل کے مرتکب کے متعلق اگر لعنت کی گئی ہو تو وہ اس کے گناہ کبیرہ اور حرام ہونے کی دلیل ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس ضمن میں مروی ہے کہ۔

"لعن رسول اللہ المتشبھین من الرجال بالنساء والمتشبھات من النساء بالرجال" (۱۳۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر لعنت کی جو عورتوں

---

(۱۳۷) رواه البخاري انظر الفتح ۱۰/۳۳۲.

کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کے ساتھ مشابہت کرتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حدیث نبویؐ روایت کرتے ہیں کہ

"لعن رسول الله المخنثين من الرجال والمترجلات من النساء" (۱۳۸)

زنانہ مردوں اور مرد نما عورتوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی۔

✪..... مشابہت کے مفہوم میں انداز گفتگو' چال ڈھال حرکات و سکنات اور لباس وغیرہ شامل ہیں۔

✪..... مردوں کے لئے' لاکٹ' کنگن' پازیب اور بالیاں وغیرہ پہننا ناجائز ہے۔ جیسا کہ ہپی اور ملنگ وغیرہ پہنتے ہیں۔

✪..... عورتوں کے لئے مردانہ لباس پہننا درست نہیں ہے۔

بلکہ مرد و عورت کے لباس کا ڈیزائن مختلف ہونا شریعت میں واجب ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"لعن الله الرجل يلبس لبسة المراة" والمراة تلبس لبسة الرجل" (۱۳۹)

اللہ تعالیٰ نے لعنت کی اس مرد پر جو عورتوں کا سا لباس پہنے اور اس عورت پر جو مردوں کا سا لباس زیب تن کرے۔

---

(۱۳۸) رواه البخاري الفتح ۱۰/ ۳۳۳.

(۱۳۹) رواه أبو داود ٤/ ۳۵۵ وهو في صحيح الجامع ۵۰۷۱.

بال سیاہ کرنا

بالوں کو سیاہ کرنا شریعت میں حرام ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق شدید وعید بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

"یکون قوم یخضبون فی آخر الزمان بالسواد کحواصل الحمام لا یریحون رائحة الجنة"(۱۴۰)

آخری زمانے میں ایک قوم آئے گی جو سیاہ خضاب کرے گی کبوتروں کے پوٹوں کی طرح! وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائیں گے۔

✪۔۔۔ بڑھاپے کی دھلیز پر قدم رکھنے والے اکثر لوگ اپنے سفید بالوں کو مصنوعی طریقوں سے سیاہ کرتے ہیں۔ جس سے متعدد مفاسد کا راستہ کھل جاتا ہے۔ ایسے لوگ اپنی اصلی حالت چھپا کر اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو دھوکہ دیتے ہیں۔ بلاشبہ اس طرز عمل سے انسان کی ذاتی سیرت و کردار پر بھی نہایت برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

✪۔۔۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفید بالوں میں سرخ' زرد یا بنی رنگ کی مہندی استعمال فرمایا کرتے تھے۔ فتح مکہ کے دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد گرامی جناب ابو قحافہ کو جب بارگاہ نبوت میں لایا گیا تو ان کے داڑھی اور سر ثغامہ گھاس کی طرف سفید تھا۔ انہیں دیکھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

غیر واھذا الشیب(۱۴۱) واجتنبوا السواد(۱۴۲)

اس سفیدی کو (رنگ) سے تبدیل کرو۔ البتہ سیاہ کرنے سے بچو۔

---

(۱٤٠) رواه أبو داود ٤/٤١٩ وهو في صحيح الجامع ٨١٥٣. [والنسائي بإسناد صحيح (ن)].

(۱٤١) صوابه هذا الشيب (ن)]. —— (١٤٢) رواه مسلم ٣/١٦٦٣.

○۔۔۔۔ عورت کے متعلق صحیح مسئلہ یہی ہے کہ مرد کی طرح سفید بالوں کو سیاہ کرنا اس کے لئے بھی جائز نہیں ہے۔

کپڑے' دیوار اور کاغذ پر ذی روح کی تصویر بنانا

اس ضمن میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حدیث نبویؐ روایت کرتے ہیں کہ۔

"ان اشد الناس عذابا" عند اللہ یوم القیامۃ المصورون" (۱۴۳)

اللہ تعالیٰ کے ہاں روز قیامت کو لوگوں میں سے سب سے شدید ترین عذاب میں تصویر ساز ہوں گے۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسولؐ کریم سے اللہ تعالیٰ کا فرمان روایت کرتے ہیں کہ۔

"ومن اظلم ممن ذهب يخلق كخلقي فليخلقوا حبة وليخلقوا ذرة" (۱۴۴)

اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے؟ جو میری مخلوق ہو کر میری طرح خالق بننا چاہتا ہے۔

اچھا تو ایک دانہ تخلیق کر کے دکھائیں! یا ایک چیونٹی بنا کر دکھائیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا۔

"كل مصور فى النار' يجعل له بكل صورة صورها نفسا فتعذب فى جهنم" قال ابن عباس : ان كنت لا بد فاعلا" فاصنع الشجروما لا روح فيه" (۱۴۵)

---

(١٤٣) رواه البخاري انظر الفتح ١٠/ ٣٨٢ .

(١٤٤) رواه البخاري انظر فتح الباري ١٠/ ٣٨٥ .

(١٤٥) رواه مسلم ٣/ ١٦٧١ .

ہر تصویر ساز جہنم میں ہوگا۔ اس نے جو بھی تصویر بنائی اس کی ہر تصویر کے مقابلے میں ایک ایک مصور کی جان بنائی جائے گی۔ اور اسکو جہنم میں عذاب دیا جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اگر تم نے لازما" ہی تصویر سازی کرنا ہوتو درخت یا غیرذی روح کی تصویر بنالو۔ مذکورہ احادیث کریمہ ہر ذی روح کی تصویر کی تحریم پر دلالت کرتی ہیں۔ خواہ وہ انسانوں کی تصویریں ہوں یا حیوانات کی' چاہے ان تصویروں کا سایہ ہو یا نہ ہو خواہ وہ مطبوعہ ہوں یا مرسوم' منقوش ہوں یا سانچے میں ڈھلی ہوئی ہوں۔

مسلمان شرعی دلیل کے آگے سر تسلیم خم کردیتا ہے وہ بحث و جدل نہیں کرتا کہ میں کونسا ان تصویروں کی پوجا پاٹ کرتا ہوں۔ اگر دانشمند انسان موجودہ زمانے میں تصویروں کی وسیع پیمانے پر اشاعت اورصرف عریانی و فحاشی کے حوالے سے ہی غور و فکر کرے تو وہ شرعی حکمت کو سمجھ جائے گا جس کی بناء پر شریعت نے تصویر سازی کو حرام قرار دیا ہے۔ کہ آج معاشرے میں نیم عریاں اور مکمل برہنہ تصویروں نے زنا اور بدکاری کو عام کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔

۞۔۔۔۔ مسلمان کو ذی روح کی تصویروں سے اپنے گھر کو پاک رکھنا چاہئے تاکہ اس کے گھر میں ملائکہ کی آمد و رفت نہ رکے۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

"لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب ولا تصاوير" (۱۴۶)

---

(١٤٦) رواه البخاري انظر الفتح ١٠/ ٣٨٠.

جس گھر میں کتا یا تصویریں ہوں۔ ملائکہ اس میں داخل نہیں ہوتے۔

✪---- بعض گھروں میں غیر مسلموں کے خود ساختہ معبودوں کے مجسمے ڈیکوریشن پیس کے طور پر سجائے ہوتے ہیں۔ حالانکہ اس کی تحریم عام جانداروں کی تصویروں سے بھی شدید تر ہے۔

✪---- جانداروں کی تصویروں کا دیواروں پر لٹکانا مزید گناہ کا موجب ہے۔

تصویروں کی وجہ سے کتنے لوگ تعظیم و تکریم کے غلو میں مبتلا ہوئے۔ کتنے لوگ ان کی بناء پر فخرو مباہات کا شکار ہوئے۔ کتنے لوگوں کے غم اور صدمے تازہ ہوئے۔ تصویر کو بطور یادگار کہنا درست نہیں ہے کیونکہ دوست و احباب کی اصل یاد دل میں ہوتی ہے۔ اور ان کے لئے مغفرت و رحمت کی دعائیں کرنا سچی محبت کا تقاضا ہے۔

✪---- تصویر کو اپنے گھر سے مٹا دینا مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ سوائے ان تصویروں کو جن کو مٹانا ممکن نہ ہو۔ مثلاً" پیکنگ کے ڈبوں' ڈکشنیروں اور دیگر کتب مصادر و مراجع پر مطبوعہ تصویریں!

✪---- شناختی کارڈ' پاسپورٹ اور دیگر اہم دستاویزات پر چسپاں تصویروں کو محفوظ رکھنے اور پاؤں کے نیچے پامال ہونے والے قالین وغیرہ پر پرنٹ تصویروں کی اہل علم نے رخصت دی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ﴿۱۶﴾

پس اللہ سے ڈرو۔ جتنی تم میں استطاعت ہو۔

جھوٹے خواب

بعض لوگ عزت و شہرت، قدر و منزلت، دنیاوی مال و متاع کے حصول یا مخالف کو ڈرانے اور خوف زدہ کرنے کے لئے جھوٹے خواب بیان کرتے ہیں کیونکہ عام لوگ خواب کی تاثیر کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ اس لئے وہ ایسے جھوٹے، من گھڑت خوابوں سے دھوکہ کھا جاتے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹا خواب بیان کرنے والے کی شدید مذمت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

"ان من اعظم الفری ان یدعی الرجل الی غیرابیه، اویری عینه مالم تر ویقول علی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم، مالم یقل" (۱۴۷)

بدترین جھوٹ یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کی بجائے غیر کی طرف اپنے نسب کا دعویٰ کرے اور خواب میں جو نہیں دیکھا اس کو دیکھا ہوا کہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وہ منسوب کرے جو آپؐ نے نہیں فرمایا۔

"من تحلم بحلم لم یره کلف بعقد بین شعیرتین ولن یفعل" (۱۴۸)

جو شخص بغیر دیکھے (جھوٹا) خواب بیان کرے اسکو جو کے دو دانوں کے درمیان گرہ لگانے کا حکم دیا جائے گا۔ جس کو وہ ہرگز نہ کر سکے گا۔

شعیر (جو) کے گرہ لگانے کی تخصیص اس لئے ہے کہ اس کا مادہ شعور کے مادے سے قریب ہے گویا یہ اشارہ ہے کہ تیری بے شعوری کی ہی سزا

---

(١٤٧) رواه البخاري انظر الفتح ٦/ ٥٤٠ .

(١٤٨) رواه البخاري انظر الفتح ١٢/ ٤٢٧ .

ہے کہ عقد شعیر گلے پڑا۔

قبر کے اوپر بیٹھنا یا اس کو روندنا اور قبرستان میں بول و براز کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

("لان یجلس احدکم علی جمرة فتحرق ثیابه فتخلص الی جلده خیر له من ان یجلس علی قبر" (۱۴۹)

تمہارے کسی ایک کے لئے قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے کہ وہ آگ کے انگارے پر بیٹھ جائے۔ اور وہ اس کے کپڑوں کو جلا دے اور اس کی سوزش جلد تک اثر انداز ہو جائے۔

✪۔۔۔۔ بعض لوگ میت کو دفن کرتے وقت ارد گرد کی قبروں کو اپنے جوتوں اور قدموں کے ساتھ پامال کرتے ہیں۔ حالانکہ فوت شدہ مسلمانوں کی قبروں کا احترام سکھاتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"لان امشی علی جمرة اوسیف او اخصف نعلی برجلی احب الی من ان امشی علی قبر مسلم.." (۱۵۰)

انگارے پر یا تلوار پر چلنا یا جوتے کو اپنے پاؤں کے ساتھ (سی لینا) میرے نزدیک اس سے زیادہ بہتر ہے کہ میں کسی مسلمان کی قبر کے اوپر چلوں۔

✪۔۔۔۔ اس شخص کا انجام کیا ہوگا؟ جو قبرستان پر قبضہ جما کر وہاں مارکیٹ' یا بلڈنگ تعمیر کرلے۔

---

(۱۴۹) رواه مسلم ۲/ ۶۶۷.

(۱۵۰) رواه ابن ماجة ۱/ ۴۹۹ وهو في صحيح الجامع ۵۰۳۸.

✪---- بعض جاہل اور بدقماش لوگ قبروں کی اوٹ میں قضاء حاجت سے فارغ ہوتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"وما ابالی اوسط القبر قضیت حاجتی او وسط السوق"(۱۵۱)

قبرستان میں قضاء حاجت عین سربازار (لوگوں کے سامنے ستر کھولنے اور) بول و براز کرنے کے مترادف ہے۔

لوگ قبرستانوں میں عموماً" کوڑا کرکٹ پھینک دیتے ہیں۔ قدیم اور متروک قبرستان کو تو فلتھ ڈپو بنالیتے ہیں۔ یہ بھی اس وعید میں شامل ہے۔

✪---- قبرستان میں جانے کے لئے شریعت نے جو آداب سکھائے ہیں۔ ان میں یہ بھی شامل ہے کہ مسلمان جوتے اتار کر قبرستان میں چلے۔

پیشاب کے چھینٹوں سے اجتناب نہ کرنا

یہ اسلامی شریعت کی فضیلت ہے کہ اس نے جو تعلیم بھی انسانوں کے لئے پیش کی ہے وہ یقیناً" انسانیت کی فلاح و اصلاح پر مبنی ہے۔ شریعت مطہرہ نے بول و براز سے فراغت کے بعد نجاست کے ازالہ کے لئے اور نظافت و نفاست برقرار رکھنے کے لئے استنجاء اور استجمار کی مکمل تعلیم دی ہے۔

مگر افسوس کہ بعض لوگ اس اہم معاملے میں لاپرواہی کا مظاہرہ کرتے ہیں جس کی بناء پر ان کے بدن اور لباس نجاست سے آلودہ رہتے ہیں۔ اور عدم طہارت کی وجہ سے ان کی نمازیں بھی قبول نہیں ہوتیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو خبردار فرمایا کہ استنجاء میں غفلت اور کوتاہی عذاب قبر کے اسباب میں سے ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس

---

(۱۵۱) التخریج السابق.

رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں۔

"یعذبان' وما یعذبان فی کبیر۔ ثم قال۔ بلی (وفی روایة : وانه لکبیر کان احدهما لا یستتر من بوله وکان الاخر یمشی بالنمیمة.." (۱۵۳) (۱۵۲)

نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گذرے تو ارشاد فرمایا ان دونوں کو عذاب ہورہا ہے اور ان کو کسی بڑے گناہ کی پاداش میں عذاب نہیں ہورہا۔ پھر فرمایا کیوں نہیں؟

ایک روایت میں ہے کہ وہ بڑے گناہ ہی ہیں۔ ان دونوں میں سے ایک اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔ اور دوسرا چغل خوری کیا کرتا تھا۔

رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا

"اکثر عذاب القبر فی البول" (۱۵۴)

اکثر عذاب قبر کا سبب پیشاب سے نہ بچنا ہے۔

درج ذیل صورتیں اس حکم میں شامل ہیں۔

- ---- جو پیشاب کرتے وقت بہت جلد بازی کا مظاہرہ کرے۔ اور پیشاب کے آخری قطروں کے گرنے کا انتظار نہ کرے۔
- ---- ایسی جگہ پر یا ایسے انداز سے بیٹھ کر پیشاب کرے کہ جس سے پیشاب واپس اس کی طرف بہہ کر آئے۔ یا اس کی چھنٹیں اڑ کر پہنچیں۔
- ---- بالکل استنجا ہی نہ کرے۔ مٹی کے ڈھیلے یا موجودہ دور میں ٹشو پیپر بھی استعمال نہ کرے۔

---

(۱۵۲) بستان.

(۱۵۳) رواه البخاري انظر فتح الباري ۱/۳۱۷.

(۱۵٤) رواه الإمام أحمد ۲/۳۲٦ وهو صحيح الجامع ۱۲۱۳.

✪۔۔۔۔۔ استنجاء وغیرہ کرے مگر اس میں بھی مکمل صفائی کا خیال نہ رکھے۔

✪۔۔۔۔۔ موجودہ دور میں غیر مسلموں کی نقل اتارتے ہوئے مسلمان ممالک میں بھی کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کے لئے دیواروں کے ساتھ پلٹ نصب کر دیئے گئے ہیں۔ اور بعض بے شرم وہاں موجود دوسروں لوگوں سے بے پرواہ ہو کر پتلون کھول کر پیشاب کرنے لگتے ہیں۔ پھر استنجا کئے بغیر پتلون چڑھا لیتے ہیں۔ یہ انداز نہایت گھٹیا' شرم و حیاء سے عاری ہے اور دو وجوہات کی بناء پر اسلامی آداب کے خلاف ہے (۱) اس نے لوگوں سے ستر کی حفاظت نہیں کی (۲) پیشاب کی چھینٹوں سے محفوظ نہیں رہا اور نہ ہی استنجا کیا۔

انسان کا لوگوں کی گفتگو خفیہ طور پر سننا جو اس کو ناپسند کرتے ہوں

ارشاد باری تعالیٰ ہے ـــــــ وَلَا تَجَسَّسُوا ﴿۱۲﴾

اور جاسوسی نہ کرو

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"من استمع الی حدیث قوم وھم لہ کارھون صب فی اذنیہ الآنک یوم القیامۃ" (۱۵۵)

جس شخص نے لوگوں کی باتیں کان لگا کر سنیں درآں حالیکہ وہ اس کو ناپسند کرتے ہوئے۔ تو روز قیامت اس کے کانوں میں سیسہ انڈیل دیا جائے گا۔

(۱۵۵) رواہ الطبراني في الكبير ١١ /٢٤٨-٢٤٩ وهو في صحيح الجامع ٦٠٠٤ والآنك هو الرصاص المذاب. [رواه البخاري في الصحيح (ز)].

۞..... اور جب ایسا شخص ان لوگوں کو نقصان پہنچانے کی غرض سے ان کی گفتگو سن کر آگے نقل کر دے تو اس کو جاسوسی کے ساتھ چغل خوری کا گناہ بھی ہوگا۔ جس کی سزا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

(لا یدخل الجنة قتات)(۱۵۶)

لوگوں کی بے خبری میں باتیں سن کر نقل کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

شر پسند پڑوسی

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہمیں پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے کہ

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ﴿۳۶﴾

اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اسکا شریک نہ بناؤ اور (چاہیے کہ) تم والدین کے ساتھ قرابت داروں کے ساتھ' یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ' پڑوسیوں کے ساتھ قرابت دار ہوں یا اجنبی' پاس اٹھنے بیٹھنے والوں کے ساتھ' مسافروں کے ساتھ اور لونڈی' غلاموں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ یاد رکھو کہ اللہ شیخی دکھانے والے متکبروں کو پسند نہیں کرتا۔

۞..... اسلام میں پڑوسی کے حقوق کا خیال رکھنے کی اس قدر اہمیت ہے

(۱۵۶) رواه البخاري الفتح ۱۰/۴۷۲ والقتات الذي يستمع إلى حديث القوم وهم لا يشعرون به ثم ينقله.

کہ پڑوسی کو تکلیف پہنچانا شریعت نے حرام قرار دیا ہے۔ حضرت ابو شریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"واللہ لا یومن' واللہ لا یومن' واللہ لا یومن' قیل ومن یا رسول اللہ؟ قال : الذی لا یامن جارہ بوائقہ"(۱۵۷)

اللہ کی قسم! وہ شخص مومن نہیں۔ اللہ کی قسم! وہ شخص صاحب ایمان نہیں۔ اللہ کی قسم! اس شخص میں ایمان نہیں۔ پوچھا گیا' اے اللہ کے رسولؐ! کون شخص آپؐ نے فرمایا جس کی شرارتوں اور فتنہ پردازیوں سے اس کے پڑوسی مامون اور بے خوف نہ ہوں۔

✪۔۔۔۔ انسان کی نیکی اور برائی کو جانچنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑوسی کی مدح و مذمت کو معیار ٹھہرایا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ اے اللہ کے رسولؐ! مجھے کس طرح علم ہوسکتا ہے کہ میں نے نیکی کی ہے یا برائی؟ تو (جواب میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(اذا سمعت جیرانک یقولون: قداحسنت فقد احسنت' واذا سمعتھم یقولون : قد اسات فقد اسات"(۱۵۸)

جب تو اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے ہوئے سنے کہ تم نے نیکی ہے تو یقیناً" تم نے نیکی کی ہے۔ اور جب تم اس کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ تم نے برائی کی ہے تو (سمجھ لو) کہ تم نے یقیناً" برائی کی ہے۔

---

(۱۵۷) رواہ البخاري انظر فتح الباري ۱۰/ ۴۴۳

(۱۵۸) رواہ الإمام أحمد ۱/ ۴۰۲ وھو في صحیح الجامع ۶۲۳ .

✪--- پڑوسی کو ایذا پہنچانے کی کئی صورتیں ہوتی ہیں۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

✪--- مشترکہ دیوار کو استعمال کرنے کی اجازت نہ دینا۔

✪--- بلا وجہ پڑوسی کے گھر سے ہوا اور دھوپ کا راستہ روکنا۔

✪--- پڑوسی کے گھر تانک جھانک کے لئے کھڑکی وغیرہ کھولنا۔

✪--- اوقات آرام میں شور وغل برپا کر کے ان کی نیند خراب کرنا۔

✪--- پڑوسی کے بچوں کو مارنا پیٹنا۔

✪--- پڑوسی کے دروازے پر کوڑا کرکٹ پھینکنا۔

✪--- پڑوسی کے اہل خانہ پر بری نگاہ رکھنا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

یزنی الرجل بعشر نسوة ایسر علیه من ان یزنی بامراة جاره... لان یسرق الرجل من عشرة ابیات ایسر علیه من ان یسرق من بیت جاره" (۱۵۹)

انسان کا دس عورتوں کے ساتھ زنا کرنے کا گناہ پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرنے سے کم تر ہے۔ انسان کا دس گھروں میں چوری کرنے کا گناہ پڑوسی کے گھر چوری کرنے سے ہلکا ہوتا ہے۔

✪--- بعض خائن لوگ ملازم پیشہ پڑوسی کی نائٹ شفٹ (رات کی ڈیوٹی) سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے بدکاری کی نیت سے اس کے گھر میں داخل ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ روز قیامت تباہ و برباد کر دے گا۔ اور دردناک عذاب میں دھکیل دے گا۔

---

(۱۵۹) رواه البخاري في الأدب المفرد رقم ۱۰۳ وهو في السلسلة الصحيحة ٦٥

ضرر رساں وصیت نامہ

شریعت کی بنیادی تعلیم ہے کہ کسی کو ضرر پہنچانا ہر صورت میں ناجائز ہے۔

✪۔۔۔ بعض لوگ اپنے وصیت نامہ میں شرعی اصولوں کے منافی اپنے حقیقی ورثاء کو وراثت سے محروم کر دیتے ہیں۔ حالانکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ظلم و زیادتی کے متعلق تنبیہہ فرمائی۔

"من ضار اضر الله به' ومن شاق شق الله عليه" (١٦٠)

جو کسی کو ضرر پہنچائے اللہ اس کو اس کے بدلے میں ضرر پہنچاتا ہے جو کسی کو مشقت میں ڈالے اللہ اس کو دشواری میں ڈال دیتا ہے۔

ضرر رساں وصیت نامہ کی چند صورتیں درج ذیل ہیں۔

✪۔۔۔ کسی وارث کو جائیداد سے کلی طور پر عاق کر دینا۔

✪۔۔۔ وارث کو شرعی قواعد و ضوابط کے منافی اپنے حق سے زیادہ یا کم حصہ دینا۔

✪۔۔۔ ترکہ کے تہائی سے زیادہ کی وصیت کرنا۔

✪۔۔۔ جن ممالک میں اسلامی قوانین نافذ نہیں ہیں۔ وہاں وکیل جو ظالمانہ وصیت نامہ لکھ دیتے ہیں۔ عدالتیں اس کو ہی نافذ کرتی ہیں۔ جبکہ اصل ورثاء بسا اوقات بالکل محروم رہ جاتے ہیں۔ ظالمانہ وصیت نامہ لکھنے والوں اور اس کے مطابق حصہ پانے والوں کے لئے ہلاکت و بربادی ہے۔

چوسر کھیلنا

اکثر رواج پذیر کھیل حرام امور پر مشتمل ہیں۔ چوسر کھیلنا بذات خود

---

(١٦٠) رواه الإمام أحمد ٣/٤٥٣ انظر صحيح الجامع ٦٣٤٨.

حرام ہونے کے ساتھ ساتھ متعدد کئی ناجائز کاموں کا راستہ بھی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کرتے ہوئے فرمایا۔

"من لعب بالنردشير فكانما صبغ يده في لحم خنزير و دمه" (١٦١)

جس نے چوسر کھیلا گویا اس نے اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون میں رنگ لیا۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرمان نبویؐ روایت کرتے ہیں کہ۔

"من لعب بالنرد فقد عصى الله و رسوله" (١٦٢)

جس نے چوسر کھیلا اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔

کسی کو لعنتی کہنا یا اس شخص پر لعنت کرنا جو اس کا مستحق نہ ہو۔

بعض لوگ غصے کی کیفیت میں اپنی زبانوں پر کنٹرول نہیں کر پاتے۔ بلکہ لعنت لعنت کی گردان شروع کر دیتے ہیں۔ انسانوں' جانوروں' اوقات و ایام حتی کہ اپنی اولاد اور اپنے آپ پر لعنت برسانے لگتے ہیں۔ شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو ملعون کہنا شروع کر دیتی ہے۔ حالانکہ یہ امر شریعت میں قطعاً" حرام اور نہایت خطرناک ہے۔ حضرت ابو زید ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث نبویؐ روایت کرتے ہیں۔

---

(١٦١) رواه مسلم ٤ / ١٧٧٠.

(١٦٢) رواه الإمام أحمد ٤/ ٣٩٤ وهو في صحيح الجامع ٦٥٠٥.

(ومن لعن مومنا فهو كقتله)(۱۶۳)

جس نے کسی مومن پر لعنت کی تو (اس کا گناہ) اس مومن کے قتل کے مترادف ہے۔

لعنت کرنا اکثر عورتوں کا شیوہ ہوتا ہے۔ بنابریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ طرز عمل اکثر عورتوں کو جہنم میں لے جانے کا سبب ہے۔

✪۔۔۔ بغیر شرعی سبب محض ظلم و زیادتی سے کسی مسلمان کو لعنتی کہنے والا درحقیقت خود اپنے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محرومی کی بددعا کرتا ہے۔

نوحہ خانی

بعض عورتیں میت پر جو بلند آواز سے بین کرتی ہیں۔ میت کے قصیدے پڑھتی ہیں۔ چہرہ نوچتی ہیں۔ گریبان چاک کرتی ہیں۔ بال کھینچتی ہیں۔ یہ تمام افعال شریعت مطہرہ میں بڑے گناہ شمار ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان سے قضاء پر عدم رضا اور مصیبت میں بے صبری کا اظہار ہوتا ہے۔ اور ان کی مرتکب عورتوں پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ۔

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن الخامشة و جهها والشاقة جيبها والداعية بالويل والثبور)(۱۶۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ نوچنے والی، گریبان چاک کرنے

---

(١٦٣) رواه البخاري انظر فتح الباري ١٠/٤٦٥.

(١٦٤) رواه ابن ماجة ١/٥٠٥ وهو في صحيح الجامع ٥٠٦٨.

والی اور واویلا کرنے والی پر لعنت کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حدیث نبویؐ روایت کرتے ہیں کہ۔

"لیس منامن لطم الخدووشق الجیوب ودعا بدعوی الجاہلیة" (۱۶۵)

جو شخص رخسار پیٹے۔ اور گریبان چاک کرے۔ اور جاہلیت کے بول بولے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اقدس ہے۔

"النائحة اذا لم تتب قبل موتھا تقام یوم القیامة علیھا سربال من قطران ودرع من جرب" (۱۶۶)

(میت پر) نوحہ کرنے والی اگر مرنے سے قبل توبہ نہ کرے تو قیامت کے روز تارکول کی قمیض اور زنگ کا دوپٹہ پہنے اٹھی گی۔

چہرے پر مارنا یا داغ کر نشان لگانا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ۔

نھی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن الضرب فی الوجه وعن الوسم فی الوجه (۱۶۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے پر مارنے اور چہرے پر داغ کر نشان لگانے سے منع فرمایا۔

---

(١٦٥) رواه البخاري انظر الفتح ٣/١٦٣ .

(١٦٦) رواه مسلم رقم ٩٣٤ .

(١٦٧) رواه مسلم ٣/١٦٧٣ .

✪۔۔۔۔ بعض والدین اور اساتذہ بچوں کو یا بعض لوگ اپنے خادموں کو سزا دینے کے لئے چہرے پر تھپڑ رسید کرتے ہیں۔ حالانکہ شریعت میں اس کی اجازت نہیں ہے کیونکہ اس میں چہرے کی اہانت ہے جس کی بدولت اللہ تعالٰی نے انسان کو دوسری مخلوقات پر بزرگی و برتری عطا فرمائی ہے اور بسا اوقات چہرے پر تھپڑ یا مکہ مارنے سے مضروب کے ہواس متاثر ہو جاتے ہیں۔ آنکھ ضائع ہو جاتی ہے۔ دانت ٹوٹ جاتا ہے۔ اسلامی قانون میں اس کا قصاص بھی لیا جاسکتا ہے۔ دیت وصول کی جاتی ہے۔ یا کوئی اور سزا بھی ہو سکتی ہے۔ پھر سوائے ندامت کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

✪۔۔۔۔ جانوروں کے چہرے پر داغ کر نشان لگانا کہ ان کی پہچان میں آسانی رہے اور گمشدگی کی صورت میں ان کی تلاش میں سہولت ہو یہ بھی حرام ہے کیونکہ اس میں جانوروں کو تکلیف ہوتی ہے۔

✪۔۔۔۔ بعض قبائل اپنی انفرادی علامت کے طور پر چہروں پر نشان لگاتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے البتہ انتہائی ضرورت کے تحت چہرے کے علاوہ جسم کے کسی دوسرے حصے پر نشان لگایا جاسکتا ہے۔

بلا شرعی سبب تین روز سے زیادہ مسلمان سے قطع تعلقی کرنا

✪۔۔۔۔ مسلمانوں کے درمیان قطعی تعلقی کرانا شیطانی ہتھکنڈہ ہے۔ اور اکثر وہ لوگ جو شیطان کی پیروی کرتے ہیں وہ اپنے مسلمان بھائیوں سے دنیاوی' مادی یا دیگر غیر شرعی وجوہات کی بناء پر ہمیشہ کے لئے قطع تعلقی کر لیتے ہیں۔ بعض اوقات وہ حلفاً" کہتے ہیں کہ میں اس (مسلمان) کے ساتھ کبھی کلام نہیں کروں گا۔ اپنے گھر آنے سے دھمکی آمیز انداز میں روک دیتا ہے۔ سرراہ آمنا سامنا ہو جائے تو ایک دوسرے سے منہ پھیر لیتے ہیں۔

کسی مجلس میں اکٹھے ہونا پڑے تو اس کو چھوڑ کر باقی شرکاء سے مصافحہ کرلیاجاتا ہے۔ اس طرز عمل سے اسلامی معاشرتی اقدار کمزور ہوتی ہے بنابریں شریعت مطہرہ میں اس کی شدید وعید بیان کی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ھادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"لا یحل لمسلم ان یھجر اخاہ فوق ثلاث فمن ھجر فوق ثلاث فمات دخل النار" (۱۶۸)

مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ تین روز سے زیادہ اپنے بھائی سے قطع تعلق کرے۔ اور جس نے تین روز سے زیادہ قطع تعلق کی اور وہ اسی طرح مرگیا تو جہنم میں داخل ہوگا۔

حضرت ابو خراش اسلمی رضی اللہ عنہ حدیث نبویؐ روایت کرتے ہیں کہ۔

"من ھجر اخاہ سنة فھو بسفک (۱۶۹) دمه" (۱۷۰)

جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ سال بھر قطع تعلق کی تو (یہ گناہ) اس کو قتل کرنے کے مترادف ہے۔

✪۔۔۔۔ مسلمانوں سے قطعی تعلق کا گناہ اس قدر شدید ہے کہ اس کا مرتکب اللہ تعالیٰ کی مغفرت و بخشش سے محروم رہتا ہے۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

---

(۱٦۸) رواہ أبو داود ٥/٢١٥ وھو في صحیح الجامع ٧٦٣٥.

(۱٦۹) [کسفك (ن)].

(۱۷۰) رواہ البخاري في الأدب المفرد حدیث رقم ٤٠٦ وھو في صحیح الجامع ٦٥٥٧.

"تعرض اعمال الناس فی کل جمعة مرتین' یوم الاثنین ویوم الخمیس' فیغفر لکل عبد مومن الا عبدا" بینه وبین اخیه شہناء فیقال : اترکوا او ارکوا (یعنی اخروا) ھذین حتی یفیئا"(۱۷۱)

لوگوں کے اعمال ہفتہ بھر میں دو دن پیر اور جمعرات کو (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) پیش کئے جاتے ہیں۔ اور ہر مومن بندے کو بخش دیا جاتا ہے۔ سوائے اس بندے کے جس کے اور دوسرے مسلمان کے درمیان دشمنی ہوتی ہے۔ اور فرمایا جاتا ہے کہ ان کو مہلت دو حتی کہ دونوں صلح کرلیں۔

✪---- دو ناراض مسلمانوں میں سے جب ایک بارگاہ الٰہی میں توبہ کرتا ہے تو اس پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے ناراض بھائی کے پاس جائے اور اس کو السلام علیکم کہے۔ اور اگر دوسرا صلح کرنے سے انکار کروے تو جانے والا اللہ تعالیٰ کے ہاں بری الذمہ ہو جاتا ہے۔ جبکہ انکار کرنے والا جوابدہ ہوگا۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"لا یحل لرجل ان یہجر اخاہ فوق ثلاث لیال' یلتقیان فیعرض ھذا ویعرض ھذا وخیرھما الذی یبداء بالسلام"(۱۷۲)

آدمی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے تین راتوں سے زیادہ قطع تعلقی کرے۔ جب وہ دونوں ملیں تو یہ بھی منہ پھیر لے اور دوسرا بھی اعراض کرے اور ان دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے۔

---

(۱۷۱) رواہ مسلم ٤/١٩٨٨ .

(۱۷۲) رواہ البخاري فتح الباري ١٠/٤٩٢

✪---- ترک نماز' یا برائی اور بدکاری پر استمرار جیسے شرعی اسباب موجود ہوں تو پھر قطعی تعلق کا شرعی حکم کیا ہے؟ اس کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) اگر قطع تعلق سے خطا کار بھائی کو ندامت و شرمندگی محسوس ہو اور وہ اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہو تو پھر تعلقات منقطع کرنا مسلمان پر فرض ہو جاتا ہے۔

(۲) اگر تعلقات ختم کرنے سے خطا کار فرد میں مزید نفرت و عناد پیدا ہو اور وہ ضد اور ہٹ دھرمی میں مبتلا ہو کر مزید گناہوں کی دلدل میں پھنستا جائے تو ایسی صورت میں قطع تعلق کرنا مناسب نہیں ہے۔ بلکہ اس کو حسن سلوک' اور حکیمانہ اسلوب کے ساتھ وعظ و نصیحت جاری رکھنی چاہیے (۱۷۳)

خاتمہ

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کتاب و سنت کے مقدس اوراق میں منتشر بعض محرمات کا مجموعہ آپ کے سامنے پیش کرنے کا اعزاز حاصل کر رہے ہیں۔ (۱۷۴)

اور بارگاہ الٰہی میں دعا گو ہیں کہ وہ ہمارے دلوں میں اپنی خشیت طاری کرے جو ہمارے اور گناہوں کے درمیان رکاوٹ بن جائے۔ اور ہمیں

(۱۷۳) [كما هجر النبي صلى الله عليه وسلم كعب بن مالك وصاحبيه لما رأى من المصلحة وترك هجر عبدالله بن أبي بن سلول والمنافقين لأن عدم الهجر في حقهم أصلح (ز)].

(۱۷٤) والموضوع طويل وقد رأيت إتمامًا للفائدة أن أفرد فصلاً خاصًا بجملة من المنهيات الواردة في الكتاب والسنة مجموع بعضها إلى بعض ستكون في رسالة مستقلة إن شاء الله.

اپنی اطاعت نصیب فرمائے جو ہمیں جنت میں پہنچا دے۔ اور ہمارے گناہوں' خطاؤں اور بے اعتدالیوں کو معاف فرما دے۔ اور ہمیں حرام کی بجائے حلال پر ہی قناعت نصیب فرمائے۔ اور اپنے فضل سے ہر کسی سے بے نیاز کردے۔ اور ہماری توبہ کو شرف قبولیت سے نوازے۔ وہ اللہ سننے والا اور قبول فرمانے والا ہے۔

وصلی اللہ وسلم علی النبی الا می محمد وآلہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین۔

المولف: محمد صالح المنجد

المترجم: سید ضیاء اللہ شاہ بخاری

جامعۃ البدار الاسلامیہ

ساہیوال ۔ پاکستان

جامعۃ البدر الاسلامیۃ (رجسٹرڈ)
کی چند مطبوعات
ناشر جامعۃ البدر الاسلامیۃ
جی ٹی روڈ ساہیوال
P.O. BOX. NO.41 SAHIWAL-PAKISTAN.
PH: 62600. FAX: 63703.